UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222595
UNIVERSAL
LIBRARY

صحت نامہ دیوان مسکین

صفحہ	سطر	مصرع	صحیح	صفحہ	سطر	مصرع	صحیح
۷	۱۲	۲	کمال ہنین	۴۳	۱۸	۱	مسکین کے
۹	۱۹	۲	میرے دل کا	۴۴	۱۷	۱	پروانہ
۱۰	۱۳	۲	دُور سے	۴۵	۴	۱	اتراتا ہی
۱۱	۱۸	۱	نُکا	۴۵	۱۴	۱	عزیب
۱۳	۴	۲	ثُریا	۴۵	۱۷	۱	سماے
۱۶	۶	۲	سیے رہینگے	۴۵	۱۷	۲	خالی
۱۹	۸	۲	صبح	۴۵	۱۹	۲	نشوونماے
۲۰	۱۰	۲	دل مین مین	۴۷	۱۳	۱	پانی
۲۸	۱۹	۲	نرگس بھی	۴۷	۱۳	۲	پانون مین
۳۱	۶	۱	ناشاد	۴۸	۱۴	۱	پھیرا اسکو
۳۵	۴	۱	مطلع ابرو	۵۰	۱۵	۱	ہوتے ہنین
۳۶	۱۸	۱	کار اپنا اس	۵۵	۲	۱	رنگین لباس
۳۸	۱	۱	سنتا ہون	۵۵	۹	۱	دیکھے
۴۱	۳	۱	چشم بینا	۵۶	۱	۱	سرمۂ تحقیق
۴۱	۳	۲	کل سے ہی	۵۹	۱۶	۲	زرد ر
۴۳	۸	۲	تیز مت کر	۶۰	۱۰	۲	چل گئے نہین ہے چلے سو

صفحہ	سطر	مصرع	صحیح
۶۱	۱۵	۲	سفر سے
۶۲	۱۹	۱	دور گردون کا
۶۵	۱۱	۱	دکھلا ہی
۶۷	۱۳	۲	نقدِ عمر
۷۱	۱۸	۱	میرا خواب
۷۲	۱۹	۱	صنم سے میرے
۷۷	۴	۱	ہوا اپنا
۷۸	۲	۲	جانِ قالب مُرون
۸۰	۵	۲	تیرے سے لئے
۸۱	۱۴	۱	زور ہے
۸۲	۱۴	۲	تحمل سے
۸۳	۷	۱	کا مسلام
۸۳	۹	۲	چہرہ بتانا
۸۹	۱۰	۲	حالی
۹۴	۴	۲	نو مسلمان

تمت

حسبنا اللہ الکریم الجلیل و نعم الوکیل

سخنم قطرہ بود مسمع لطیفان صدفش | قطرہ را دولت دردانہ شدن از صدف است

دیوان مسکین

۳۵۱ ۲۹

جو مجمع پریزادان خیال کا اور یادگار رواصف شیرین مقال کا ہی
ضیافت طبع سخنوران صاحب کمال کے لئے حیدرآباد مین
مرتب ہوا اور مطبع مظہر العجائب مدراس
سنہ ۱۲۷۸ ہجری مین تصحیح سے سید عبد اللطیف
صاحب متخلص بہ الکف کے
چھاپہ گیا

اللہم صل علی محمد و علی آل محمد

۵۰۸۳ ۲ سس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتبِ دل میں جو اُسکے حسن کا تبیان ہوا / مطلعِ ابروئے جاناں مطلعِ دیوان ہوا
خطِ سبز اسکا بہارِ چہرۂ خنداں ہوا / اس غبارِ خط سے روشن دیدۂ گریاں ہوا
جب نگاہِ گلبدن رونق دہِ بستاں ہوا / اشکِ بلبل سے چمن میں موج کا طغیاں ہوا
عشق ساقی مے ہوئی ور آنکھ اُسکی جامِ مے / عاشقوں کے واسطے مستی کا کیا ساماں ہوا
خونِ دل میرا ترے رخسار کا غازہ بنا / دود واہ اپنا نثارِ گیسوئے پیچاں ہوا
لختِ دل سے میزبانی اُسکی میں کرتا رہا / سوزِ غم تیرا جو میرے گھر میں آ مہماں ہوا

خانۂ ویراں کو میرے جب سے وہ روشن کیا
تب سے مسکین دل میرا اس یار پر قرباں ہوا

جب لکھا جاوے بیاں اُس رخ کے خوش آئین کا / صفحۂ دیوان مرا ہووے ورق نسرین کا
لیگیا قاصد مرا نامہ ہوا اُس دل کو چین / ہوگیا نقشِ قدم اسکا نشان تسکین کا
دیکھے ہیں میں نے ہزاروں گل کے پتلے آج کل / ایک پتلا بھی نہیں دیکھا ہے اُس تمکین کا
بیچ سے یوں لٹکا فریشتگی ابریشم کھلا / جھینا منظور ہے اسکو ہمارے دین کا

ماہِ نو ہر تا ہی جیسا سیر ہو ماہِ تمام
بڑھ گیا غربت مین یاران مرتبہ مسکین کا

رنگین بیان مین اپنا ہی طرزِ سخن نیا
پھولا ہی شاعری کا یہان اِک چمن نیا

ای بلبلو فغان نہ کرو گلستان مین
آیا ہی سیر باغ کو اِک گلبدن نیا

باغ جہان مین جلد فنا ہونے کے لئے
غنچے کو مرحمت ہوا اک پیرہن نیا

تیرے بہارِ حسن سے ربط اس کا ہی قدیم
سودائی کا ترے نہین دیوانہ پن نیا

برچھی کی طرح کیون نہو سینے سے وارپار
ترچھی نگہ مین تیرے ہی اِک بانکپن نیا

اُس شوخ سنگدل کا مین ہون کشتۂ جفا
جا کر اسے دیجئے مجھے یاران کفن نیا

ہی شہر خامشان مین مرے کا شور آج
آیا ہی کوئی غریب الوطن نیا

دشتِ فراق مین جو و فا زندگی کرے
مسکین ہم بناوینگے بیت الحزن نیا

نرگسِ جادو سے تیری دل پر بچا نہ ہوا
زلف عنبر فام کا عاشق مین دیوانہ ہوا

مستی بلبل عجب کیا ہی یہان جوشِ نشاط
گلستان مین غنچہ و گل شیشہ پیمانہ ہوا

کاہیکو اب موشگافی مین سر مو ہو خلل
سینۂ صد چاک سے اس زلف کا شانہ ہوا

تیرے دیوانے کو سب کہتے ہین مرفوع القلم
یہ وہ دیوانہ ہی جسکا نام فرزانہ ہوا

حفظ جام عشق رکھتا ہی سخن مسکین کا
سب حریفون کے لئے گھر اسکا میخانہ ہوا

بار کوہِ غم ہجران کا اُٹھایا نہ گیا
خون دل سینۂ عاشق مین سمایا نہ گیا

اِس طرح یاس ہی دلسوزی کی امید نہ کہین
داغ جو دل مین مرے ہی وہ بتایا نہ گیا

خاک ہم چھانتے پھرتے ہین اک کوچہ مین
پر نشان گوہر مقصود کا پایا نہ گیا

سنکے قاصد کی خبر اُس نے بہانہ جو کیا
نامۂ حال مرا اُسکو سنایا نہ گیا

گریۂ مسکین کا دہونے کو کفایت نکیا
اس لیئے نامۂ اعمال مٹایا نہ گیا

مزرع دنیا مین جسکو شغل ہی تعمیر کا
توشۂ عقبیٰ کی خاطر شوق ہی تدبیر کا

بعد مرنے کے بھی اسکی بزم کا شایق ہون مین
خاک کی صورت مین جا گرد ہوا تصویر کا

زمزمے مین بلبلون کے نالۂ دلسوز ہی
اس چمن مین ہی مگر مشہد کسی دلگیر کا

شکرین لب ہے ترے شیر فصاحت ہی روان
ذایقہ معلوم ہی مجھکو شکر اور شیر کا

ہین امیر المومنین مشکل کشا مسکین کے
مانگیئے حضرت علی سے فیض کچھ تاثیر کا

اشک کا سیلاب آنکھون سے مری ہر جا بہا
جب گلی مین اسکی رویا خون کا دریا بہا

کاروان ہمگیسوے ان کا بن مین رہزن بن گیا
خون کشتونکا ترے نے دامن صحرا بہا

پردۂ دیدہ مرا بھی ابر نیسان ہو گیا
اشک کے قطرے کے بدلے لولوء لالا بہا

سرد مہری یاد کر اسکی جو مین رونے لگا
یخ ہوا سردی سے پانی آنکھ کا اولا بہا

اشک برسایا جو مسکین عشق چشم ناز مین
بلبلا سیلاب مین ہو نرگس شہلا بہا

سرشار ہی جو ساغر عشق نگار کا
باتون مین اسکی فیض ہی بادہ بہار کا

سودا ہی میرے دل مین کسی گلعذار کا
ہون عندلیب اسکے چمن کی بہار کا

چشمے مین ہی سوز دل عاشقان نہین
خورشید تشنہ کام ہی تیرے شرار کا

زردار سے ایک کو ہتما ہی دوستی
مشتاق گل چمن مین ہی یار و ہزار کا
منظور روشنی جو ہو عبرت کی آنکھہ کی
سر پر لگائے مرے سنگِ مزار کا

مسکین اپنا دیدہ تمنائے یار مین
مردم گیاہ ہی چمن انتظار کا

میری آنکھون سے جہان خون روان ہوتا تھا
رنگ گلزار محبت کا عیان ہوتا تھا
تیر سے مژگان سے ہوے اہل زمین زیر و زبر
گردش چشم سے آشوب مان ہوتا تھا
اشکِ بلبل سے جہان سبز ہوا باغ فرو
اس کا نالہ بھی وہان باد خزان ہوتا تھا
سوز دل اپنا جو یون آج ہوا جلوہ نما
یار کے شمع شبستان نہان ہوتا تھا

جس طرح نشو و نما طفل کا ہوتا ہی بخواب
بخت مسکین کا سونے سے جوان ہوتا تھا

ہندوے زلف اس کا جب مکر و فن سے نکلا
مانند شاخ سنبل صحن چمن سے نکلا
دریا کی تلخ روئی تھی در رطۂ کدورت
در یتیم آخر اپنے وطن سے نکلا
مین نکتہ رس سخندان اس گفتگو سے آگاہ
اپنا یہہ شعر جان سیب ذقن سے نکلا
گوہر ترے سخن کا انمول ہی جہان مین
یہہ لعل بے بہا ہی ملک یمن سے نکلا

مسکین زندگی کا جامہ ہی تنگ بر مین
یہہ پیرہن ہمارا اُس گلبدن سے نکلا

گلشن مین میرے سرو خرامان کو دیکھا
گل کیا ہی اسکی عارض خندان کو دیکھا
گیسو مین اسکی سنبل پیچان کو دیکھا
حلقے مین اسکے دیدۂ حیران کو دیکھا
رنگینی بیان مستزاد ہی
اسکے لبون مین لعل بدخشان کو دیکھا

جب گوہر سخن کی لطافت نظر مین ہو — فعل عبث ہی گوہر غلطان کو دیکھنا
صبح سعادت اسکی جبین سے ہو شام غم — محشر کے روز اس مہ تابان کو دیکھنا
اپنا صنم ہی مظہر انوار کبریا — صورت مین اسکی قدرت یزدان کو دیکھنا

مسکین اسکو شانہ رنگین چاہیے
زلف سخن مین پیچ و خم جانکو دیکھنا

بے عشق جو گریہ مستانہ ہوا تو کیا — سینہ جو نہو پر غم سلمیٰ نہ ہوا تو کیا
جس دل مین ہو سودا اس زلف پریشان کا — ہوشیار ہوا تو کیا دیوانہ ہوا تو کیا
ای قبلہ جان تجھسے کوی جا نہین خالی — مسجد بھی ہوی تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا
جس دل مین ترا گھر ہو رہنے کے لئے اسکو — معمورہ ہوا تو کیا ویرانہ ہوا تو کیا
پر سوز جگر جس مین وہ عاشق صادق ہی — بلبل بھی ہوا تو کیا پروانہ ہوا تو کیا
جب عاشق کامل کا آلودہ نہو دامن — انداز کلام اسکا رندانہ ہوا تو کیا
وہ تیرے تغافل کا سب حال مین ہی نالان — قصہ تیرے عاشق کا افسانہ ہوا تو کیا

عاقل وہی کہلاوے جو صاحب دولت ہی
مسکین نہ پاسنے مین فرزانہ ہوا تو کیا

جب تلک ای یار دم مین دم رہا — ذکر تیرا دمبدم پیہم رہا
لب سے اسکے خندہ ہوتا ہی عیان — زخم دل کب طالب مرہم رہا
دامن امید خالی ہو گیا — ہان مگر اک سینہ پر غم رہا
بارش غم سے ہی آدم کی سرشت — جب تلک جیتے رہے ہم غم رہا
یہہ سرای فانی ہی زندان فنا — کون اسگھر مین خوش و خرم رہا

فیض جاری ہی اسکا ہی شرب مدام   جم اتحاد دنیا سے جام جم رہا

بزم مین مسکین سب اغیار ہین
حیف یہان کوئی نہین محرم رہا

رہتا ہی تیری چاہ مین وہ یار گھر بنا   دل سے سراغ ڈھونڈھ تو کیون بے خبر بنا
ہی وہ وہ آہ جلوہ زلف سیاہ سے   لعل لب نگار سے خون جگر بنا
غنچے کو کیمیا مین عجب دستگاہ ہی   لاتا ہی خون دل سے یہ گلشن مین زر بنا
سمجھے وہ موشگاف جو نازک پسند ہو   زلف سخن کے تاب سے موے کمر بنا
اس دشت مین جہان نہین نام و نشان آب   دانہ ہمارے اشک کا زاد سفر بنا
اس توتیا مین لعل و زمرد شریک ہین   کیا خط سبز یار کا کحل البصر بنا
شوریدگی سے اپنی یہ اک شورہ زار ہی   تودے سے کیسی خاک کے عاشق کا سر بنا
اس گلعذار سے ہی چمن مین ظہور گل   رنگ پریدہ گر سے بلبل کا پر بنا
ای لالہ رو بجا یکا تو یہان سے داغ بن   گلخن ہمارے دل کا ترا رہگذر بنا
جلاد سر ہمارا بدن سے جدا نکر   سر و ختر کمال نہین لاوینگے سر بنا
مردی سے راہ عشق کی اسکو خبر نہین   رستم کا باپ اس لئے اک زال زر بنا

مسکین بسکہ عشق کی آتش ہی فیض بخش
سودا سے خام جو تھا وہ سوز جگر بنا

ای دل دیوانہ تجھکو کیا ہوا   ہو گیا غمخانہ تجھکو کیا ہوا
چھیڑ مت میرے دل پُر درد کو   دلبر فرزانہ تجھکو کیا ہوا
اب تلک ہی یار کے دل مین غبار   گریہ مستانہ تجھکو کیا ہوا

نرگس بیمار تیر سے واسطے
مین ہوا افسانہ تجھکو کیا ہوا

سر مین ہی مسکین کے درد خمار
ای می خمخانہ تجھکو کیا ہوا

کدہی وہ یار یہان آیا تو ہوتا
منھہ اپنا مجھکو بتلایا تو ہوتا

مین سر رشتے کو اپنے گم کیا ہون
کوئی مطلب کو سمجھایا تو ہوتا

تو سرو گلشن عز و شرف ہی
کدہی تشریف یہان لایا تو ہوتا

ارے ساقی حریفان سب ہین مشتاق
سخن اک تو بھی فرمایا تو ہوتا

رقیب بے تیر ہی دشمن عقل
میرے اخلاص کو پایا تو ہوتا

کٹی مسکین کی عمر اپنے غم مین
کبھو غم یار کا کھایا تو ہوتا

تیری فرقت کا جو فسانہ تھا
آتش عشق کا زبانہ تھا

اسکی تیر نگاہ کا یہ دل
قفس تن مین بھی نشانہ تھا

دیکھہ اسکو ہوا مین شادی مرگ
طبل رحلت بھی شادیانہ تھا

زلف سے اسکی فتنہ برپا ہی
شاخ گیسو مین شاخ شانہ تھا

پہنچکے نامہ میرا ہوا دشمن
کہ گلہ اس مین دوستانہ تھا

تھے جوانی مین اپنے ہم بے قید
ہاے غفلت کا وہ زمانہ تھا

کل جو بزم طرب مین اسکے ساتھ
نغمہ چنگ و چغانہ تھا

ریختہ اسکی وہ پسند آیا
جسکا مضمون عاشقانہ تھا

باغ فردوس مین جا دیکھا
بلبل دل کا آشیانہ تھا

دل صد چاک ہی وہ مسکین کا
یار کی زلف مین جو شانہ تھا

سخن مجھ سے جو وہ غنچہ دہن ہوتا تھا
دل شگفتہ ہو میرا رشک چمن ہوتا تھا

لف مین یہ بیتا تھا مراطول امل
دل شکن یار اگر عہد شکن ہوتا تھا

ی عالم بالا کی زمین پر اسکو
دل واژون جو میرا چرخ کہن ہوتا تھا

ردش ایام سے مین تھا آزاد
سرو قد یار کا جب سایہ فگن ہوتا تھا

کیا نزاکت کہون گرمی سے نظر کی مسکین
ارغوان پھول سا دلبر کا بدن ہوتا تھا

شا سے جو دریا مین گہر پیدا ہوا
اشک کا گوہر بعیض چشم تر پیدا ہوا

بدولت عشق کی سوز جگر پیدا ہوا
اسکے ہجر کا ے کو آب چشم تر پیدا ہوا

بیابان چاک ہی شبنم بھی اک چشم زار
نالۂ بلبل مین کیون کر یہ اثر پیدا ہوا

خلوت گاہ مین قاصد کے پر جل جائینگے
جب ترا رنگ اپنا مرغ نامہ بر پیدا ہوا

بر دنیا کی محنت پر تو ای مرد خدا
دو روز کے واسطے تیرا یہ پیدا ہوا

نیک و بد کا کچھ نہین مسکین مجھکو امتیاز
ہاے زیر چرخ مین کیا بے خبر پیدا ہوا

و میرا کرستمے ناز کا بانی ہوا
حسن مین یوسف ہوا لیکن وہ لاثانی ہوا

لیسو بھی تیرے رخ سے قرانی ہوا
فیض سے تیرے اسے شوق مسلمانی ہوا

سم گویا سے تیری جب نہ ہوی تعجب تھا
دل کو میرے بعد ازان عشق سخندانی ہوا

ر طغیان پر یہ پرزور ہی موج سرشک
اب سفینہ میرے ہوا کا ہاے طوفانی ہوا

وصف میں یار کے مسکین ہوا جب نغمہ سنج
بلبلوں کو باغ میں شوق غزل خوانی ہوا

جب سے ہوں دیوانہ تیری چشم آشام کا
مجھکو کچھ پروا نہیں ہے گردش ایام کا

میں خراباتی ہوا ہوں جب سے دور جام کا
رنگ میری چال میں ہے گردش ایام کا

زلف میں اسکی میں پاتا ہوں ہزاروں دل اسیر
آنکھ سے مخفی رہا کرتا ہے صیاد اس دام کا

توسن گردوں نہیں ایسا جو گاہے رام ہو
تو مگر ہرگز گلہ ایام نافرجام کا

دل کو میں تجھ سے جدا اب دیکھتا ہوں دربدر
ہو گیا یہ طفل آوارہ سے کس کام کا

اس سیہ کاسے کے دل میں ہے عزیزوں سے غبار
میہمان کب خوش ہوا ہے چرخ نیلی فام کا

زلف و رخ اسکے بلاتے ہیں مجھے اپنی طرف
فرق مسکین کیا بتاؤں کفر اور اسلام کا

فیض دست غیب ہر جا بے درنگ آہی گیا
غنچۂ دل تنگ میں سامان رنگ آہی گیا

مبدء فیاض نے ہر بزم کو گلشن کیا
شمع کا جب گل کھلا مرغ پتنگ آہی گیا

شمع کے شعلے میں ہے دل اک کشش ہے عشق کی
دوڑتے پروانہ بھی با پائے لنگ آہی گیا

استواری یہاں در و دیوار کی برباد تھی
تفرقے کا مجمع صحبت میں سنگ آہی گیا

دختر رز کو تنک ظرفوں نے رسوا کر دیا
شیشۂ ناموس پہ اسکے بھی سنگ آہی گیا

سینے کے صندوق میں دل تھا نہاں اس جا بھی
نرگس جادو کے غمزے سے خدنگ آہی گیا

ہجر کی جانکندنی زیر فلک مشکل ہے سخت
بے ستون میں کوہکن جا اس سے تنگ آہی گیا

حسن کا شہرہ تیرا اس نرگس جادو سے ہے
اسکی نیرنگی سے اس گلشن میں رنگ آہی گیا

چین تھا مسکین کے دل کو کچھ اسکے صلح سے

یک بیک وہ تند خو از بہر جنگ آہی گیا

طاق ابرو کے تلے سجدہ پذیرا ہوئیگا
اس صنم کے فیض سے خوش خو و مولا ہوئیگا

فی الحقیقت تجھ مین جب وصف تولا ہوئیگا
گلشن دل سے جدا خار تبرا ہوئیگا

شامل حال اپنا جب دم لطف مولا ہوئیگا
خار و گل کی دوستی کا شوق پیدا ہوئیگا

خاک تن ہو جاوے تو بھی اسکے ہم محتاج ہین
گوشۂ دامن کسیکا اپنا ملجا ہوئیگا

جب ہنر اپنا بتاوے گیسوے پرفن تری
شاخ سنبل سے گل نسرین پیدا ہوئیگا

کارخانہ قدرت باری کا تجھ پر ختم ہی
اور کوئی مہ لقا کیا تجھ سا پیدا ہوئیگا

جب بصیرت کی نظر مسکین کھلیگی غیب سے
عاشق مولا بھی اپنا آپ شیدا ہووے گا

تعریف محمد علیہ السلام ۱۲

سرو ناز دلبر با عشاق کا دلجو ہوا
زمزمہ قمری جان کا نعرہ کوکو ہوا

نرگس دلدار مین پاتے ہین سحر کی صفت
جائے حیرت ہی کہ کیونکر شیر یہ آہو ہوا

قامت یار ۱۲

پیچ و تاب معنی نازک ہی اسکے فیض سے
یار کا موے میان زلف سخن کا مو ہوا

فیض صحبت کے سوا پھر اور کیا ہوگا سبب
مشک کے نافے مین خون آہو کا جا خوشبو ہوا

حسن سے کچھ کم نہین ہی عشق کی تاثیر بھی
ناگ میری خاک پر آ حلقۂ گیسو ہوا

یک سر مو توشۂ عقبیٰ کا اسکو غم نہین
جب سے دل میرا مقیم گوشۂ ابرو ہوا

سرنوشت اسکی یہی تھی کیا کرے مسکین حیف
خال اسکے مصحف رخسار پر ہندو ہوا

نگا ہی نور کا وہ میرا مہ لقا عجب
ہی کہکشان سی اسکی وہ زلف دوتا عجب

قدرت خدا کی جلوہ نما اس صنم سے ہی
مکھڑا عجب ہی ناز عجب اور ادا عجب

حافظ خدا ہو وے تو گرداب مین جیسے
کشتی چلا رہا ہی بیری ناخدا عجب

پہولون سے گلستان کے رلا ہی اسکا مالک
ہوے نگار رلاتی ہی باد صبا عجب

رنگ وفا نہین ہی کسی گلستان مین
مسکین ہی زمانہ کی آب و ہوا عجب

اچھا اپنی رنگ عشق مین گر آوے تو کیا عجب
دل مین ہمارے تو نظر آوے تو کیا عجب

بام بلند سے تیرے قاصد ہی نامہ بر
بام صبا پیام لے آوے تو کیا عجب

پھرتا ہون اسکی شمع کی اطراف جون پتنگ
سوز و گداز میرا بتاوے تو کیا عجب

دہگی ہی آگ گل کی گلستان مین ہر طرف
بلبل بھی آشیان کو جلاوے تو کیا عجب

اس گل کے غم مین آ رہی مسکین عندلیب
آنکھون سے اپنی خون بہاوے تو کیا عجب

گل خسرو چمن ہی پرستار عندلیب
خورد سے گل کے شادی ہی نادار عندلیب

شبنم سے کس کے غم مین ہی یون زار عندلیب
کرتی ہی نالہ درد کے بیمار عندلیب

زر ہاتھ مین لے آیا ہی سودا یکو عشق کے
دیکھا ہی گل بھی گرمی بازار عندلیب

دو دو د باغ گل نہ مبادا ہو یہ فغان
مت کر تو آہ و شور خبردار عندلیب

برچھی ہی غمزہ یار کا ابرو ہی اسکی تیغ
چلتی ہی آج باغ مین تلوار عندلیب

کھل جاوے تیری چشم بصیرت جو غیب سے
ہو جاوے گل تیرے لئے ہر خار عندلیب

اس قید سے نجات لے گر رنگ نہ ہو
مسکین کی طرح تو ہی گرفتار عندلیب

یار گلشن مین ہی یہ ساغر صبا کیا خوب
ہی گلابی بھرا گل کا پیالہ کیا خوب

دیکھکر تیرے کو تیرے گل بھی ہوا ہی بلبل — چشم نرگس بھی ہی حیران محو تماشا کیا خوب

میکشو نکلے بڑے بادل کی گھٹا چھائی ہی — خندۂ برق سے ہوتا ہی اُجالا کیا خوب

معدن لعل و زمرد ہوا اب صحن چمن — جام کیا خوب ہی اس باغ مین مینا کیا خوب

خوشے انگور کے سندو لیسے جو آویختہ ہین — سنبلہ مین نظر آتا ہی ثریا کیا خوب

چشم بد دور نہین اس مین کدہ ہی فخار
بادۂ عشق کا مسکین ہی نشا کیا خوب

کہتے ہین بت پرست کو دانا خدا پرست — مشرب ہی صوفیون کا نہایت صفا پرست

زاہد کو لوگ کہتے ہین مرد خدا پرست — ہین جیو تہ اسکی ریت ہوا آشنا پرست

میرے صنم کو دیکھ ذرا ای خدا پرست — ورنہ کہینگے تجھکو دو عالم ہوا پرست

لازم ہی بیوفا کو کہ ہووے جفا پرست — صورت سے آشنا نہین نا آشنا پرست

کعبے مین اپنے دل کے ٹھکانا ہی یار کا — ہم ہو گئے برای خدا آشنا پرست

جس طرح پوجتا ہی صنم کو برہمن — مین باغ عشق مین ہوا زلف دوتا پرست

صورت ضیا کی دیکھی جو مے کے سنگ مین — ہووے گی چشم مست تیری توتیا پرست

بلبل بھی بانوائی سے ہر دل عزیز ہی — طالب مین ہون اُسیکا جو ہو بے نوا پرست

اس چشم پر حجاب کا جب سی ہی ہمکو عشق
مسکین تب سے دل ہی ہمارا حیا پرست

دل سے ہی نمایان نہین دلدار کی صورت — ہر چیز مین آتی ہی نظر یار کی صورت

یون دل مین سمائی ہی تیرے رخسار کی صورت — آئینۂ تصویر مین گلزار کی صورت

دیکھی ہی جو اس نے کبھی بیمار کی صورت — کیا خوب ہوی اپنی بھی بیمار کی صورت

گو غمِ دلبر کا ہون ممنون سراپا / آئینۂ زانو مین ہی دلدار کی صورت

ہوتی ہی نمودار بشکل مہ کنعان / آئینۂ رحمت مین گنہگار کی صورت

غازی بہی حقیقت مین ہی اک کشتۂ معشوق / تلوار مین دیکھی ابروی خمدار کی صورت

مین الفت کونین سے اعراض کیا ہون / دیوانہ بنائی مجھے کس یار کی صورت

گو جوش خریدار سے ہو مصر بھی دریا / یوسف کی نظر مین ہی خریدار کی صورت

مسکین مرا شعلۂ ادراک ہی روشن / ہی دل مین یہہ کس مطلع انوار کی صورت

لائی ہی مژدۂ بہار بسنت / ہو مبارک تجھے ہزار بسنت

دل مرا اُس پہ ہو گیا بلہار / ہوی جس کے گلے کی ہار بسنت

آج نوروز ہی زمانے مین / کی ہی شام الم کو خوار بسنت

تیرے کاندہے پہ ہی بسنتی شال / کیون نہ تجھکو کرے بہار بسنت

ہی گلی اُسکی رشک باغ ارم / کیون نہ ہو اس سے شرمسار بسنت

سبز خط یار شاہد ہی مسکین / کیون نہ ہو اس سے بیقرار بسنت

چڑہا کوٹھے پہ یار سرو قامت / فلک پر ہی نگار سرو قامت

قیامت کا سدا زاہد کو ہی بیان / مجھے ہی انتظار سرو قامت

قیامت ہو ویگی عالم مین ظاہر / جب آویگی بہار سرو قامت

کہان قمری کہان اپنا دل زار / تماشا ہی یہہ بار سرو قامت

ہی مسکین یہہ دو شاخین گیسو کی

بجائے شاخسار سرو قامت

کرتا ہی دل کو گریہ مستانہ لوٹ پوٹ
ہین میکدے مین شیشہ و پیمانہ لوٹ پوٹ

ساقی تیری نگہ سے ہین سب اہل بزم
دیوانہ لوٹ پوٹ ہی فرزانہ لوٹ پوٹ

دیو انگورن کا زور ہی مستونکا شور ہی
موج شراب سے ہوا میخانہ لوٹ پوٹ

نکلی ادا سے دختر رز میکدہ مین آج
شیشونکا ہو گیا ہی پریخانہ لوٹ پوٹ

مسکین یہہ شراب گر بوند کی تھی بوند
کرتا ہی تجکو گریہ مستانہ لوٹ پوٹ

میرا دل جب سے اُس لیگیا لوٹ
مجاوری ہی جہان مین جس نے کیا لوٹ

میرا سرو روان ہی فتنہ و سر
بہار عالم بالا لیا لوٹ

صنم تجھ سے ہی اپنی التجا یہہ
میرے دل کو تو از بہر خدا لوٹ

بتان بھی ہین عجب عیار مشرب
لیے دین و دل کو لیتے ہین سدا لوٹ

ارے مسکین کیا ہی مال دنیا
تو اپنے حال مین نقد صفا لوٹ

حال دل پوچھے ہی وہ یار دلآرام عبث
اپنا نامہ ہی عبث اور ہی پیغام عبث

مین تو اُس آنکھ کی گردش سے ہوا پامال محن
چھیڑتی ہی مجھے کیون گردش ایام عبث

گرم بازار تنگ ظرفی کا ہووے جدم
میکدہ مین ہی صراحی عبث و جام عبث

ہین سلجھنے مین اُلجھنے مین ہزارون باتین
نہین اُس بند و گیسو کا کوئی کام عبث

گل و نرگس کو کہان ہی یہ مسکین ہی نصیب
دیکھتا ہی تجھے ای یار گل اندام عبث

دستِ قدرت نے کیا طرۂ طرار عبث	سمجھو اس زلف کا ہرگز نہیں اک تار عبث
ہوویگا اپنا بھی یہہ دیدۂ خونبار عبث	یار کی ہووے اگر نرگس بیمار عبث
وحشتِ دل سے ہی سیر گل و گلزار عبث	جس کو جز گل سے غرض ہو اُسے کیا ذوقِ چمن
حلقۂ دام ہوے سبحہ و زنار عبث	رشتۂ مطلب کا میرے ان سے الگ رہتا ہی
اشک بلبل ہی عبث اور دل افگار عبث	اپنے عاشق کا جو پروا نہو گل کو ہرگز

بحر رحمت کے شناور سے رہینگے مسکیں
غم سے روتے ہیں شب و روز گنہگار عبث

اس خونِ جگر کا گل رخسار ہی باعث	رونے کا میرے خندۂ دلدار ہی باعث
چھپنے کا ترے دیدۂ بیدار ہی باعث	تو پردہ نشین پردۂ شب میں بھی ہیگا
یاران کششِ دل کا مرے خار ہی باعث	تم غنچہ و گل دیکھنے آئے ہو چمن میں
اس بات کی وہ نرگس بیمار ہی باعث	چھوٹا ہی خور و خواب میرا درد میں اسکے

وہ یار جو رہتا ہی سدا خرم و خندان
مسکین ہمارا دل بیمار ہی باعث

موج سیلاب کا دریا میں ہی طوفان محتاج	بحر غم کا نہو کیون دیدۂ گریان محتاج
مخزن فیض کے رہتے ہیں گدایان محتاج	تیرے رخسار کی ہی زلف پریشان محتاج
دردِ دل اپنا ہو کاہیکو بدرمان محتاج	دم عیسی تیری باتونسے ہی پیدا ہر دم
مدد مور کا رہتا ہی سلیمان محتاج	کارخانے میں خدائی کے سدا دنگ ہی عقل
کیون نہو صبح قیامت کا گریبان محتاج	سرو قامت کو ترے دی ہی خدا نے تشریف

میں ہوں مسکین ترے فکر کا پایہ ہی بلند

مرے دیوان کا ہو ویگا سخندان محتاج

چشمۂ فیض کا تیرے ہی یہ گلشن محتاج
شکر انعام کا یکسر گل سوسن محتاج

لعل و گل اور گہر ہین لب و دندان سے تیرے
بحر محتاج ہی اور گلشن و معدن محتاج

باغ مین خوردۂ گل پر بھی نظر اُسکی نہ تھی
بلبل اب کنج قفس مین ہی بآذن محتاج

صبح کے چاک کو ہی تازہ شعاعی کافی
دل روشن کا ہنوز زخم بسوزن محتاج

میری کھیتی کا جو حاصل تھا وہ برباد ہوا
ہوگیا برق حوادث کا یہ خرمن محتاج

مجھے مسکین نہین جامۂ الوان درکار
ہان مگر ایک بدن کا ہون مین اک تن محتاج

ہر ایک گل ہی خستہ جگر اس چمن کے بیچ
غنچہ رکھا ہی خون دل اپنے دہن کے بیچ

گلرو کو اپنے کیون نہ مین ڈھونڈھون چمن کے بیچ
جلوہ کہان ہی یار کا سرو و سمن کے بیچ

کثرت مین مجھکو گلشن وحدت کی ہی سیر
خلوت رہی ہی اس سے سدا انجمن کے بیچ

غربت کی گرد مین تھا نہان گوہر مراد
ہم خاک چھانتے رہے بیجا وطن کے بیچ

قامت کا اسکی سایہ جو پڑجائے نعش پر
دیکھینگے ہم بھی صبح قیامت کفن کے بیچ

آہوے چشم یار کو شوق شکار ہی
شیرون کا عزم پاتے ہین ہم اس ہرن کے بیچ

ہی نیستان سے شعلۂ آواز جلوہ گر
کیونکر نہ سلگے آتش جان سوز بن کے بیچ

کیون تیری زلف کو میرے دل ہو سرور
شمع مراد کالے کی رہتی ہی اُن کے بیچ

شعلے سے ہونٹ کے مجھے آتی ہی بوے گل
کس شمع رو کا جلوہ ہوا پیرہن کے بیچ

نقاد جب سخن کے فراہم ہون بزم مین
مسکین داد دیگا اہل سخن کے بیچ

ورنیم ہوئے ہین اس چشم تر کے بیچ
ہی شور بحر جلوہ نما اس گہر کے بیچ

نامے مین میرے سوز جدائی کا تھا بیان
مرغ سحر بھی رکھ نہ سکا اسکو پر کے بیچ

جادو بیان کیا کرون اس ترک چشم کا
زیر و زبر کرے ہی جہان اک نظر کے بیچ

جب اسکے غم مین خاک ہوئے تب وصال ہی
بسیار ہونگا اسکی مین دیوار و در کے بیچ

بولا کسی نے اسکو کہ عاشق ترا موا
سنکر کہا کہ کذب ہی سچ اس خبر کے بیچ

چین جبین بغیر مجھے دیکھتا نہین
کیسی گرہ یہ آگئی تار نظر کے بیچ

رستم بھی اس مقام مین مانند زال ہی
چلتا ہی زور کس کا قضا و قدر کے بیچ

جب سے وطن مین شغل سفر کام ہی مرا
حب الوطن کا ذوق ہی میرے سفر کے بیچ

مسکین آسمان پہ اسکا گذر نہو
پابندی دعا تری شوق اثر کے بیچ

پردہ در ہی دشمن خونخوار صبح
ہی ہماری درپئی آزار صبح

خون دل سے مین صبوحی دون اسے
جب کرے وہ نرگس بیمار صبح

شام غم کو میری پنہان کر دیا
ہوگیا یہ ساغر سرشار صبح

ہوویگی وہ صبح مجھکو صبح عید
آویگا جب دم میرا دلدار صبح

خواب کی مستی سے مین مدہوش تھا
آجگائی مجھکو سو سو بار صبح

خون دل سے مین جو کھایا رات کو
مجھکو بتلا دیگی اک گلزار صبح

سحر سے اس نرگس بیمار کے
شب مین جو جگا تھا ہوا بیمار صبح

شام فرقت مین اسے مسکین تجھسے
یار کا ہی سایۂ دیوار صبح

بادۂ عشق سے لبریز ہی پیمانۂ صبح
مین جو ہون سرمست ازل چاہیے میخانۂ صبح

رخ پہ نور ترا مطلع انوار ہوا
شیشۂ دل ہو کیون اپنا پری خانۂ صبح

گر ہو تا یہہ ید یار و نہ ہی تھا جون شب تار
شمع خورشید کے لایق ہوا پروانۂ صبح

مین تیری صبح بناگوش کا ہون مہر پرست
مثل شبنم ہی مرا گریۂ مستانۂ صبح

جب خورشید لقا اس کو تجلی بخشا
قبۂ نور ہوا گو ہر یکدانۂ صبح

چاک کو اسکے جگر کے نہین پروای رفو
واہ کیا خوب ہی یہہ ہمت مردانۂ صبح

عمر بھر فکر مین اس یار کے ہے مسکین
زلف تھی قصۂ شب چہرہ تھا افسانۂ عشق

چہرۂ دلدار ہی مہر درخشان صبح
عشق سے اسکے ہوا چاک گریبان صبح

صبح بناگوش کا تیرے عجب نور ہی
چشمۂ خورشید ہی دیدۂ حیران صبح

کوچۂ دلدار سے آئی جو باد صبا
تازہ و خورم ہوا اس سے گلستان صبح

کون سے گل رو کے ہین شوق مین سب بیقرار
مرغ سحر بھی ہوا بلبل نالان صبح

گلشن رخسار کی سنبل ریحان ہی یہہ
تار تیری زلف کا ہووے رگ جان صبح

کیون نہو مسکین کو اسکے گنوانیکا غم
دامن دلدار ہی گوشۂ دامان صبح

کیا ہون نقد دل و جان کو مین فدای قدح
جو کام آوے تو دون سر بھی زیر پای قدح

غبار دل سے تو اپنے نکال ای ساقی
مباد اس سے ہو ضایع صفای قدح

وہ سر جو خاک رہ عشق یار ہو جاوے
اسی سے گردش گردون کرے بنای قدح

مین اپنی خاک کو خشت خم مین دیکھونگا
بسان شیشہ جھکیگا نگا سر بپای قدح

تیرے فراق مین صہبا ہی آتش جان سوز
کری زرد میرے رنگ کو ہوائے قدح

ہم اسکو کہتے ہین دارین مین شراب باقی
جو بادہ نوش رہے صرف آشنائے قدح

تیرے وصال کا ساقی زبسکہ شوق ہے مجھے
مین خم مین بیٹھکے پڑہتا تھا نت دعائے قدح

امید ہی کہ کرے دخت رز کرم مجھہ پر
جو اُسکے آگے رکھون دل کو مین بجائے قدح

کچھہ ایسی چیز ہو جس سے سرور دل کو مرے
فلک کے دور مین پایا نہین سوائے قدح

مین جب سے پیر مغان کا مرید صادق ہون
ہوا ہون بندۂ مسکین مین گدائے قدح

قد اس نگار کا جو ہوا سترن کی شاخ
سر بزمین لگی ہی گل نازون کی شاخ

دست حنائی مین جو زنخدان کو وہ رکھا
آیا نظر مجھے کہ ہی سیب فقن کی شاخ

تا اسکی سیر مین نظر آوے جمال یار
بو یا ہون باغ دل مین سرو سمن کی شاخ

اس زلف مشکفام کا جب سے خیال ہی
پیٹھی ہی میرے دل مین غزال ختن کی شاخ

سوز فراق یار جو لکھنا ضرور ہو
درکار ہی قلم کو چنار کہن کی شاخ

گل کی طرح بدن سے تیرے متصل رہی
کرتی ہی چاک دل کو تیرے پیرہن کی شاخ

موے کمر کا اسکی جو مضمون تک لکھا
پرپیچ و تاب ہو گئی زلف سخن کی شاخ

اُس رنگ سبز پر ہی خط سبز کی بہار
سرسبز ایسی کب ہی نہال چمن کی شاخ

خوناب دل سے اسکو جو پالیگا رات دن
مسکین سبز ہو گی نہال سخن کی شاخ

جب دیکھتا ہون مین اس زلف پریشان کی شاخ
ہوی بیتابی دل سنبل پیچان کی شاخ

مل رخ سے لگی ہی تر سے دامان کی شاخ
اسکے رشتے کو سمجھتا ہون رگ جان کی شاخ

میری تربت پہ لگائے تھے جو رعنا کی شاخ   سبزۂ خط سے ترے ہو گئی ریحان کی شاخ
یار کے دستِ حنائی کا جو عکس اسپہ پڑا   پشت خوار اس کا ہوا پنجۂ مرجان کی شاخ
چرخِ گردون کو اسی بات کا ہی شوق ملام   اس چمن مین نہ ہے لالۂ و ریحان کی شاخ
دل صد چاک سے مین خستہ ہوں شاداب ہوا   انجم غم سے مرے پیدا ہوئی مرجان کی شاخ
میری امید کی فصل اُس سے پھلے اور پھلے   گلشن دل سے اُگی ہی ترے احسان کی شاخ

اسکے رشتے کو مین اُس لعل سے پیوند کیا
کیون نہ سرسبز ہو مسکین میری جان کی شاخ

کچھ اور رہی ہوا ہی وہ دلبر نگار شوخ   دیکھ اسکو شوخ چشم تو ہین ہزار شوخ
پھرتا ہی کو بکو وہ میرانی سوار شوخ   لایا عجب ہی رنگ بت گلعذار کی شوخ
شوخی کا رنگ جلوہ نما ہی چمن مین آج   نرگس ہی شوخ لالہ ہی شوخ اور بہار شوخ
تیری خوشی ضرور ہی ای قبلۂ مراد   کرتا ہون دین و دل کو مین تجھ پر نثار شوخ
مین چاہتا ہون یہ کہ وہ مخفی رہے سدا   کرتا ہی داغ دل کو مرے لالہ زار شوخ

مسکین اسکے لطف کا یہ بھی ہی اک نشان
کرتا ہی مجھکو فرشِ رہِ انتظار شوخ

ای دل بیوفا نہ ہو گستاخ   مان میرا کہا نہ ہو گستاخ
شکوہ اسکی جفا سے بیجا ہی   جو ہوا سو ہوا نہ ہو گستاخ
اس بت بیوفا کا ہو جا رام   از برائے خدا نہ ہو گستاخ
دوری یار مین خسارا ہی   ہوکے اس سے جدا نہ ہو گستاخ

دیکھ مسکین یار لطف و کرم

مجھ پہ کیا کیا نہ ہو گستاخ

رکھا کرتے ہین نت ہم چشم تر بند | کہ دریا سے نہووے رہگذر بند
مراد اپنی یہ ہی ای آتش عشق | کرا ایندھن ہو تیرا اپنا جگر بند
جدہر دیکھون ادھر تو جلوہ گر ہی | ہی تیری نرگس جادو نظر بند
پھنسا ہی دام مین طول امل کے | تڑپھتا ہی یہ دل جون مرغ پر بند
مئی وحدت کا میرے دل مین ہی جوش | رکھا کرتا ہون اس شیشے کا سر بند
پری بنکر اڑیگی دختر رز | نکل جاویگا جب شیشے کا سر بند
اگر اس یار کے ملنے کا ہی شوق | رہا کر گھر مین اپنے کرکے در بند

گہ کھولا مین اس منزل مین تھک کر
یہی مسکین ہی میرا کمر بند

مین کرون کا ہیکو اپنے دل ناشاد کی یاد | تو ت جان ہی میری دلدار پریزاد کی یاد
گلشن کنج قفس کا نہ بسر اسکو ہی خیال | مرے بلبل کو رہا کرتی ہی صیاد کی یاد
کہئے خسرو سے کہ شیرین نہوا کام ترا | بیستون کی ہی صدا طالع فرہاد کی یاد
طائر قبلہ نما جب سے ہی میرا بسمل | رگ جان اپنی ہوی خنجر فولاد کی یاد
ہین ستم مین تیرے کئی لطف نہان ای دلبر | داد خواہ ہووینگی اپنی تیری بیداد کی یاد
طبع زاد اپنی زمانے مین خلف ہوویگی | مونس قبر میری ہی اسی اولاد کی یاد

مین ہون زندانی غم عشق مین اسکے مسکین
مجھے مرغوب نہین ہی کسی آزاد کی یاد

ہی دھنک سے بھی تری ابروی خمدار بلند | کیونکہ رہتا ہی سدا مطلع انوار بلند

انوری اور ہلالی کے ہین اشعار بلند
سب سے مطلع تری ابرو کا ہی ای یار بلند

کیون نہ یہہ تیر ہوائی ہو فلک پر جاوے
تیرے بیمار کی ہی آہ شرربار بلند

قیدیان جتنے زمانے مین ہین سب رو وینگے
اپنی آواز نکر مرغ گرفتار بلند

بے کمند آہ کے اس تک ہو رسائی کیونکر
یار کے گھر کے ہین از بس در و دیوار بلند

گوہر عفو سے بھر دیوے اُسے رب کریم
جب مناجات مین ہو دست گنہگار بلند

گل بھی آتش مین جلا جب سر بلبل سے ہوا
نعرۂ فاعتبروا یا اولی الابصار بلند

نہین اس مصرع موزون کا دنیا مین جواب
اس لئے کہتے ہین مسکین ہی قد یار بلند

تضمین بھی آتش ۱۲

ہو گا یہہ دار فنا دار بقا میرے بعد
کون ادا شکر کرے اسکا بھلا میرے بعد

گوش جان سے سنو اس بات کو ای اہل فنا
آویگی گنبد گردون سے صدا میرے بعد

شعلۂ شوق سے بھڑکیگی دلون مین آتش
نور دل ہو ویگا پھر جلوہ نما میرے بعد

سبزۂ تربت کا میری خضر صفت ہو ویگا
دشت مین عشق کے پھر راہ نما میرے بعد

باغ دنیا مین نہال دل مین ہی ہر ایک کے رو
مین سمجھتا ہون کہ بدلیگی ہوا میرے بعد

اسکے سائے مین تھا ادبار بشکل اقبال
رنگ بدلا یگا کیا اپنا ہما میرے بعد

تا میری خاک سے اسکو در مقصود ملے
یا دُو دلبر کو بلا پھر خدا میرے بعد

مبدا فیض سے ہوتا ہی ہر اک کام درست
فیض جاری رکھیگا فضل خدا میرے بعد

بار غم سے ہی ہوئی مسکین ضعیف اور نزار
ساہا تک رہے وہ زلف دوتا میرے بعد

یعنی لطف الٰہی ۱۲

تیرا سخن ای رشک قمر کیون ہو نہ لذیذ
کہتے ہین تیرے لب کو شکر کیون ہو نہ لذیذ

لف قال اللہ تعالیٰ
من صدر ... ۱۲
نشر ... عدوان
دنیا ... ۱۲

تیرے لب و زبان کی رطوبت ہی مثل شیر
آب طلا ہی ہشت جان اس کے فہم مین
مطرب ترا ہی شعلۂ آواز دلکشا

نحلو عجب ہوا اس سے ثمر کیون ہو لذیذ
کنجوس کی زبان پہ زر کیون ہو لذیذ
قوت روان ہی اس کا اثر کیون ہو لذیذ

خون جگر کے ساتھ مین کھتا ہون اشک تر
مسکین اپنا برگ سفر کیون ہو لذیذ

تیرا سخن ہی ای بت شیرین دہان لذیذ
لب خم دل کے کیون ہون شکرفشان مرے
دل میزبان کا صاف اگر ہو غبار سے
حلواے سوہن آفت دوران ہی اپنے پاس

حلواے پستہ تر ہی پراتنا کہان لذیذ
غمزے کا یار کے ہوا زخم سنان لذیذ
یاد دیگا آب خشک کو بھی میہمان لذیذ
تیغ و تبر کے لب مین ہی سنگ فسان لذیذ

فی زعلوا

صہبا اگرچہ تلخ ہی مسکین جو ہر گزک
پاتے ہین اسکو بزم مین میکش سیب ان لذیذ

لکھنے خط یار کو مین نے کیا پیدا کاغذ
سادہ روئی کو مین اس یار کی تحریر کرون
کمسن یاری مین ہی کیا اسکو نگہداشت کا غم
یار کے مین گل رخسار کی لکھتا ہون ثنا
پست ہین بخت مرے یار کی منزل ہی بلند
دستگیری مری ای باد صبا اتنی کر
پڑھکے مکتوب وہ قاصد کو دیا اتنا جواب
نامہ بر مرغ جو تھا بھول گیا اسکا نشان

صفحۂ دل کا مرے لال سے صفا کاغذ
اطلس چرخ کا مل جائے جو سادہ کاغذ
کاغذ باد بنا دیگا ہمارا کاغذ
ورق گل کا مجھے چاہیے زیبا کاغذ
فی الحقیقت ہی یہ عالم بالا کا کاغذ
میرے احوال کا اس یار کو پہنچا کاغذ
کون دیوانہ مرے نام سے بھیجا کاغذ
آسمان پہ لئے پھرتا ہی ہمارا کاغذ

ہمبرہا کی خدمت مین ہی عرض احوال — ورق نقرہ سے بنواؤنگا خاصہ کاغذ
ایک بستہ مجھے لادیجئے اوراق حنا ر — آتش عشق کو لکھنے ہی بہاولی کاغذ
بسے مجھے ہی شربت دیدار کا دلبر سے سوال — شربتی آج کرونگا مین مہیا کاغذ
زرفشان زلف کی توصیف کا سودا ہی مجھے — پریشہ کا زرافشان ہی زیبا کاغذ

خون دل کھاتا ہی مسکین نہین ہی سودا
لاوے بے داغ کہان سے گل لالہ کاغذ

کون دیکھا تھا اس اشک کی روانی اسقدر — بحر غم کو جوش دے سوزنہانی اسقدر
دیکھہ ہمکو پیرگردون بھی نہیت حیران ہی — جانفشانی اسقدر ناقدردانی اسقدر
موت ہی واقع مین سمجھا ہی جسے تو زندگی — کیون تو مرتا ہی برا سے زندگانی اسقدر
کعبۂ مقصود کا احرام ہی دل مین مرے — عاجزون پر مت ستم کر ناتوانی اسقدر
چشم بلبل سے ملا گل کی قبا سے سرخ کو — عاشقو مت سنا یاد خزانی اسقدر
جان و دل تجھہ پر فدا کرنے کو ہم تیار ہین — کیون خفا ہم سے ہوا ہی یار جانی اسقدر

شعلہ اور داغ ہی مسکین دہان و دود داغ
نرگس جانان کی ہی نازک بیانی اسقدر

جب سیر گلستان تو کرے گھر سے نکل کر — رہ جائیگا گل غنچہ صفت آگ مین جل کر
آرام مین اسکے تو ای بلبل نہ خلل کر — گل ورنہ کہین جائیگا گلشن سے نکل کر
دیکھہ اسکو شنادر کا کلیجا ہوا پانی — دریا جو بہا اشک کا آنکھون سے ابل کر
اب خضر و نہ بزم مین آئی ہی حریفانہ — جون شیشہ اور بت ہو مجلس [illegible]
گل شمع کی حالت یہہ لگن مین تھی [illegible] — چہرے کو ترے دیکھہ کے پانی ہوئی گل کر

ہیں مخلص ناصح ہوں رقیب اہل غرض ہیں
رہنے نہ دے انکو مرے کہنے پہ عمل کر
سرمست ازل ہیں نہیں مینا کا ہمیں ذوق
گردن کو بط مے کی بھی ہم توڑینگے ملکر

مسکین تو کچھ اشک شرربار کو سمجھا
دل آنکھ کے رستے سے نکلتا ہی پگھل کر

وہ زندہ دل آتا ہی جو رنگین سخنی پر
کرتا ہی ستم لعل و عقیق یمنی پر
پرگو ہیں ہوا یار تری کم سخنی پر
بلبل ہوا دل اپنا تیری گلبدنی پر
اس بانکو کیا کہئے بجز سحر و کرشمہ
دلدار تجھے کہتے ہیں اس دلشکنی پر
کیا گردش ایام کا اسلوب سناوں
درویش کی صورت بھی ہوی بار غنی پر

مسکین انہیں شربت دیدار ہی حاصل
دولت ہی شہیدونکی یہ رنگین کفنی پر

ٹھہرا ہی ترے حسن کا بھی آسمان پر
انجم کی ہی نظر ترے روشن مکان پر
خواہش میں اسکی زلف کو پاتا ہوں دلکو میں
چڑھ جائیگا یہ طفل کہیں نردبان پر
اس خس کو آشیانہ کے جلاوے تو عندلیب
فرمان روا ہی خسرو گل گلستان پر
احسان ضعف کا نہو ہم سے ادا اے شکر
مرجائینگے پڑے ہوے اس آستان پر
اس ابرو و نگہ کا میں کشتہ ہوں دوستو
ہی وزر میرے خون کا تیر و کمان پر
موج تبسم اسکو مگر کھول دے کبھی
یاقوت کی جو مہر ہی تیرے دہان پر
آتا نہ غم ترا یہ خون جگر تھا ہیچ
منت ہی میہمان کی یہان میزبان پر

دنیا میں کیا کمائے ہو کس شغل میں ہو تم
مسکین کا یہ سوال ہی نواب خان پر

تری قامت ہی سرو گلشن ناز — لباس سبز ہی پیراہن ناز
تبسم مین ترے موج ادا ہی — شکر خندہ ہی تیرا مخزن ناز
برنگ تختۂ لالہ ہو کیون — کہ دامن یار کا ہی دامن ناز
تیری انکھو نکی گردش سے کھلا یون — خدا بخشا ہی تجھکو مسکن ناز
بدن اسکا ہی سیمین لب ہی یاقوت — سراپا یار کا ہی معدن ناز

ہی حسن و عشق مین اک ربط مسکینؔ
نیاز دل بہار گلشن ناز

تیرے قدکو سرو بستانی سے آداب نیاز — شاخ گل بھی اپنے لب سے کھولی ہی باب نیاز
ہی ہر اک بو تہ یہان کا تیرے آگے سرنگون — ہر طرف گلشن مین ہی آمادہ اسباب نیاز
بت پرستی بھی اگر ہووے تو ایسی چاہیئے — طاق ابروی یار کی اپنا ہی محراب نیاز
اس کے آگے ہو ویگا کوہ گنہ اک برگ کاہ — گریۂ سرشار عاشق کا ہی سیلاب نیاز

سرفرازی دی خدا نے انکو فیض عشق سے
قبلۂ امید ہین مسکینؔ ارباب نیاز

عمزہ ہی تیرا تیر خدنگ ای قدر انداز — ابرو کے اشارے مین ہی یہان کس قدر انداز
ہی گھر مین میری آنکھ کے دریا کا سمایا — کیا طفل سرشک اپنا ہوا خانہ بر انداز
اس نرگس بیمار کا دیوانہ ہی جب سے — اس روز سے دل اپنا ہوا ہی نظر انداز
اس چشم سخن ساز کا انداز مین پایا — رکھتے ہین ہر اک بات مین صاحب ہنر انداز
جون خانۂ آئینہ ہی وہ نور ہر جا — بتلاتے ہین اس چہر یکا دیوار و در انداز
اس گیسو و رخسار کی ہر روز ہی اک شان — تازہ یے بتا دیتے ہین شام و سحر انداز

وے مشرق و مغرب میں تجھے ڈھونڈھ رہے ہیں
پاوینگے کہاں ہے ترا شمس و قمر انداز

ہوتا ہی جہاں معرکہ ارباب سخن کا
مسکیں جسے کہتے ہیں وہ ہی سپر انداز

نرگس یار نظر آتی ہی بیمار ہنوز
مے پرستی کے عیاں اس سے ہیں اطوار ہنوز

یار کے گوشۂ دامن کی ہی مجھکو خواہش
خاک ہو کر بھی ہوں میں اسکا طلبگار ہنوز

اس کے پانی میں مرا خون بہا جاتا ہی
تیغ ابرو جو ہی میرے یار کی خونخوار ہنوز

ہی مجھے کنج لحد میں بھی ترے گھر کا خیال
میرے دل میں نہیں بھولے وے در و دیوار ہنوز

گلشن دہر میں آکر گئی سو بار خزاں
ہی اسی رنگ پہ تیرا گل رخسار ہنوز

آتش عشق میں جل کر وہ ہوا خاک سیاہ
کیوں نہ مسکیں کے ہی ویہی نار ہنوز

کشتی چلا رہا ہی مری ناخدا ہنوز
غرقاب سے خدا نے رکھا ہی بچا ہنوز

آتش میں تیرے عشق کی جلکر ہوے ہیں خاک
ولیکن ہمارے جی میں ہی صدق و صفا ہنوز

اس سرو قد کا گرچہ سراپا ہی گلبدن
آتی نہیں ہی یار سے بوے وفا ہنوز

پانی میں تیرے تیغ کے آب حیات ہی
بیچارہ خضر اس سے نہیں آشنا ہنوز

جام اجل سے خضر کو ہرگز نہیں گزیر
گویا نہیں ملا اسے آب بقا ہنوز

یاروں کی خاک گور کا سرمہ لگا دیا
عبرت کی آنکھ اس سے نہ پائی جلا ہنوز

مرنے کے آگے مر گئے ہم درد یار میں
مسکیں چھوڑتا نہیں دار فنا ہنوز

تھا کس کے حسن کا شعلہ شرر بار نیا
گلستان میں تھی نرگس بھی نظرباز

عجب جانبازیہیں بازی عاشقوں کی — سرافرازان عالم نام سرباز
ترے گھر مین رسائی ہی ہماری — ہی اپنی چشم بستہ سے یہ در باز
نگہ آفت ہی اور مژگان بلا ہی — وہ چشم مست ہی تیغ و تیرباز

دل مسکین ہی مرغ رشتہ برپا
نتیجہ اس سے کیا ہووے جو پرباز

دل پرخون ہی تیرا گلشن راز — یہہ چشم گوہرافشان مخزن راز
میرے سینے مین جو لخت جگر ہی — تیری الفت کا ہوگا معدن راز
جمال اسکا ہی جان اہل معنی — ہی پردہ نور کا پیراہن راز
مجھے وحشی بنایا عشق تیرا — ہوا دامان صحرا دامن راز

مقام گنج ویرانہ ہی جس طرح
دل مسکین ہوگا مسکن راز

تماشے اسکی ہو کیون میرا سخن سرسبز — کہ خط سبز ہی یار کا دہن سرسبز
ہمیشہ زیر فلک ہی وہ گلبدن سرسبز — کسی نے دیکھا ہی ایسا کہین چمن سرسبز
مین عشق سبز خط یار لے گیا ہمراہ — کہ چشم اشک فشان سے رہے کفن سرسبز
یہہ خط سبز تیرا ہی بہار باغ مراد — نہ دیکھی ایسی کہین شاخ نسترن سرسبز
جو پایا کان کے بالے سے رتبہ والا — دریتیم ہوا چھوڑ کر وطن سرسبز
اُسے خوشی ہی کہ انسان کے ساتھ چلتا ہی — رہیگا آتش دوزخ مین اہرمن سرسبز
(شیطان ۱۲)
مین اسکے ہندوگیسو کی کیا کہون قسمت — کیا ہی اسکو زمانے مین بکر و فن سرسبز

سدا ہی خانہ ظالم خراب ای مسکین

رکھو جہان مین ہو شاخ گرگدن سبز

خدا رکھے تجھے دنیا مین اےجوان سبز — ہی ہر فیض سے تیرے یہہ گلستان سبز

دل انکا محزن فرحت ہی خوردہ گل سے — ہو وے کیون سر پرشور بلبلان سبز

تیری نگاہ کے ہی زہر کا اثر یہہ عجیب — کہ زخم تیر سے ہوتا ہی استخوان سبز

ترا کرم بھی شجر ہوگا باغ جنت کا — خدا رکھے تجھے اے حاتم زمان سبز

جہان مین دختر رز سے ہوی کرم کی بنا — رہیگا تا باید اس کا خاندان سبز

ہی شیخ جام کے حق مین یہی دعا میری — مدام شاد و باقی و جاودان سبز

یہی انکے فیض سے مسکین یار کو پایا
رہین بروے زمین سارے گلرخان سبز

گلشن مین گل بھی خار ہین اس یار کے بجز — سیر چمن بجا ہے دلدار کے بجز

کیا دیکھین یار کے گل رخسار کے بجز — ایسا کہان ہی پھول جو ہو خار کے بجز

اسلام مین مرے ہی نہان کفر زلف یار — سبحہ کہان ہے لاؤن مین زنار کے بجز

سرسبز اک چمن ہی تیری چشم تر سے — بلبل جو دیکھے تو گل و گلزار کے بجز

باد صبا جہا نین پھری رات دن سدا — عاشق نہ پائی تیرے ہوادار کے بجز

ہین پردہ در ہزار ولے پردہ پوش ایک — آیا نظر نہین مجھے ستار کے بجز

بولا کسی حکیم نے زیر فلک نہین — سحر حلال خوبی گفتار کے بجز

ہی رحمت خدا کا سمند بہت عمیق — ڈوبیگا اس مین کون گنہگار کے بجز

یہہ ڈھنگ ہی کہ آب کرے کوہسار کو — اس سرو قد مین گرمی رفتار کے بجز

آتی ہی بوے گل مجھے شعلے سے حسن کے — یہہ کون سمجھے عاشق عطار کے بجز

مسکین ہمکو خانہ بدوشی سے کام ہے
خاصہ مکان ہے یہہ در و دیوار کے بغیر

رہیگا کب تلک یہان بے خبر بس	نکل اس گھر سے کر عزم سفر بس
نہین بوے وفا طینت مین گل کی	ارے بلبل نکر گل پر نظر بس
علاج زہد خشک اس سے کرو گا	ہی اپنے واسطے دامان تر بس
میرے رونے سے وہ ہوتا ہی شاد	رو لامت ہمکو ای سوز جگر بس
نہ پھر تو دربدر جو ہی سیانا	ہی تیری پرورش کو ایک در بس
اگر دولت قناعت کی نہ پاوے	نہ ہو قارون کا بھی مال و زر بس
پریشہ ہی یہہ دنیاے فانی	ترے اترنے کی خاطر کیا یہہ پر بس
نہو تجھہ مین جو خوے عیب جوئی	زمانے مین ہی تیرا ہنر بس

نہین مسکین مجھکو خوف دوزخ
میری شکل کشا یہہ چشم تر بس

باغ مین سنتے ہین بلبل کی زبانی افسوس	میرے گلشن مین چلی باد خزانی افسوس
اسکا غم دل مین تھا اور دل کی نہین مجھکو خبر	ہاتھ سے اپنے گئی اسکی نشانی افسوس
دولت عمر عزیز اب تو کہان آویگی	مین نے کچھ قدر تیری اے جوانی افسوس
دل کی جو بات تھی نادان مین نامے مین لکھا	برملا اس سے ہوا راز نہانی افسوس

درد دل سنتے جو خبردار رہی ہردم مسکین
سنکے کہتا ہی میرے غم کی کہانی افسوس

دل مجاور ہوا اس ابروے خمدار کے پاس	شوخ بھی طفل جو جا بیٹھا ہی تلوار کے پاس

سیل اشک اپنا ہوا دشمن جان و ربا طن
مجھے رہنے نہ دیا یار کی دیوار کے پاس

بھیج دے اپنی تو رحمت کو خداوند کریم
کوئی غمخوار نہین تیرے گنہگار کے پاس

چاہ کنعان سے نکل کر مہ کنعان یار و
دیکھو آتا ہی چلا اپنے خریدار کے پاس

اس صنم کی ہی پرستش مجھے مسکین درکار
معبد دل مین ہی جو اپنے پرستار کے پاس

شوق سے ہو جایگا بلبل گرفتار قفس
گلشن خلوت جو پا دیگا بدیوار قفس

کون سے صیاد کا یون دام عالم گیر ہی
اندنون مین گرم ہم پاتے مین بازار قفس

جان کے رشتے سے اسکے پانو مین رشتہ ترا
مرغ دل کو ہی ازل سے ہی سروکار قفس

دیکھ لو باد خزان مین دوستو فیض بہار
دل کشا بلبل کا اب ہوتا ہی ہر خار قفس

کسطرح مسکین سیر باغ کا اسکو ہو ذوق
ہی سیر بلبل کتین مطلوب گلزار قفس

رونق افزا نہ چمن پر رہتا ہی ہر گل یک نفس
دیدہ سے اسکی نرہ غافل تو بلبل یک نفس

بیشمار رنگ اقامت کا نہیں ہی ہی زیادہ
لالہ کے دم نرگس اک پل اب سنبل اک نفس

دم بدم گرمی پرستی طاق ابرو کے تلے
ہی صراحی عیان آواز قلقل یک نفس

ہی سیر گل پر دکھا الفت دختر رز سے مدام
دو رنگ ہو تو نظر آئے گل و مل یک نفس

اپنے منعم کو نہ بھول احسان اسکا یاد رکھ
ہی نشان کفران نعمت کا تغافل یک نفس

بلبلان سارے چمن مین گوش بر آواز تھے
غنچہ جب کھولا دہن تو ہو گئی غل یک نفس

عمر ساری حرص مین اپنی گئی برباد حیف
اختیار اسبہ کیجئے راہ توکل یک نفس

دیکھ کر سیر حباب اس قدر سے کچھ نہین آشناء
ہم بھی دریا پر چلینگے باندھ کر پل یک نفس

یا علی مین نام لیا آپ کا مسکین ہون
او ہم خامہ میرا ہو جاوے دُلدل یک نفس

مین بجاونگا کبھی سرو وسمن کے آسپاس | پھر رہا ہی دل میرا اک گلبدن کے آسپاس
عاشقونکا شور ہی اس گلبدن کے آسپاس | نالۂ مرغ سحر ہو جون چمن کے آسپاس
خوشنما ہی سبزۂ خط اس دہن کے آسپاس | جسطرح رہتی ہی سبزی ہر چمن کے آسپاس
دشتِ غربت مین میرا دل ہو گیا جو اپنا گردباد | تب سے پھرتا ہی ترا حب الوطن کے آسپاس
ناصحا تیری نصیحت کیون نہو برباد میان | دل میرا حیران ہی زلف پرشکن کے آسپاس
بیکسی مین اُسکے بعد از گنبدِ گردون ہوا | بے ستون بھی پھر رہا ہی کوہکن کے آسپاس
دیدۂ عبرت سے کر نظارہ زلفِ سیاہ | خالِ عنبر گون بجا ہو کر دہن کے آسپاس
مونشکافانہ کرو تم سیر اسکی عاقلو | ہی نزاکت مو بمو زلفِ سخن کے آسپاس
نوجوانو خوشہ چینی جو تمہین منظور ہو | صدقِ دل سے نت رہو اہل سخن کے آسپاس

مرغ دل کی سیر مین مسکین کیا اعجاز ہی
ایک پل مین جاوے یہہ چرخ کہن کے آسپاس

گلستان مین ڈھونڈتے ہی مرغ سحر فریادرس | کون ہوتا ہی یہان جز چشم تر فریادرس
شمع وگل لیجاؤنگا مین شیخ مینا کے حضور | نرگس مخمور کی جب ہو نظر فریادرس
خوف سے اسکے بیرنامیکو قاصد رو گیا | ہو گیا آخر یہہ مرغ نامہ بر فریادرس
اُس نے دلسوزی جو کی نامہ جلایا آگ مین | بیکسون کا ہو گیا سوز جگر فریادرس
کہدو یون ظالم سے دل مین خوف کر مظلوم کا | ہی خداوند خبیر ای بیخبر فریادرس
مخلصانہ نوجوانون کو یہی بکتے ہین ہم | بیکسی کے روز ہی علم و ہنر فریادرس

جو یہاں سے جا وے بے توشہ وہ ہی مسکین خوار
عالم غربت میں ہی برگ سفر فریاد رس

ای عندلیب تجھے گلزار کی ہوس
دل میں ہی اپنے کوچۂ دلدار کی ہوس

طفلی میں تھی مجھے گل و گلزار کی ہوس
پیری میں اب ضرور رہی اس یار کی ہوس

جب رو بقبلہ مجھکو کئے آنکھ کھل گئی
دل میں تھی میرے دولت دیدار کی ہوس

دیکھے اگر کبھی گل بے خار کو مرے
گل کو بھی ہو وے گرمی بازار کی ہوس

بلبل تو دیکھ یہاں گل و گر شگفتہ ہی
تجھکو ہوس ہی گل کی مجھے خار کی ہوس

صبح وصال اس سے گر ہو وے جلوہ گر
بخت سیاہ کو ہی شب تار کی ہوس

مسکین درد یار کا غمخوار ہی مرا
مجھکو نہیں ہی یہاں کسی غمخوار کی ہوس

دختر رز کی نظر سے ہوا بیمار عسس
ہاتھ سے بادہ پرستوں کے ہی لاچار عسس

رات کو عشق میں اس یار کے نالہ جو کروں
دام میں آ کے ہو جاوے گرفتار عسس

می پرستان محبت کا ہوا خواہ ہوں میں
بولتا تھا یہی گل پر سر بازار عسس

عالم آب سے آباد ہو بستی اسدم
محتسب قید ہو بیٹھا رہے بیکار عسس

ہی یہہ شمشیر زبان پر تھکے دعا کے سیفی
نام مسکین کا مت لے تو خبردار عسس

یارب تو نکر مجھ کو کبھو یار فراموش
عاشق وہی صادق ہی جو اغیار فراموش

مدت ہوئی اس گھر سے نکالے گئے لیکن
ہوتے نہیں دل سے در و دیوار فراموش

بھڑکا یگا بلبل یہہ تیرے عشق کی آتش
گل کی تو جدائی میں ہو یہ خار فراموش

مین بے سر و سامان ہون مجھے رحشت سے کیا کام
بے سر جو ہو کیونکر ہو دستار فراموش

جب سے الف قامت دلدار مین سیکھا
ہوتی نہین وہ خوبئ رفتار فراموش

اس نرگس بیمار کا کیا حال کہون مین
گفتار فراموش ہی رفتار فراموش

وہ مطلع ابرو ہو اُدیوان کا مالک
کب مجھ سے ہو یہ مطلع انوار فراموش

دیوانون مین مسکین کا مشہور ہوا نام
دیوانہ ہی ہرگز نہین یہ کام فراموش

کب دل سے ہو تیرا رخ گلفام فراموش
مین سیر چمن مین کرون جام فراموش

بندے جو تیرے ہین ہون انعام فراموش
کرتے نہین تجھکو سحر و شام فراموش

گردش تیری آنکھونکی جو یون فتنہ اُٹھاوے
ہو جائیگی یہ گردش ایام فراموش

آوارہ اُدبار رہون مین ایک سیہ بخت
مت کر مجھے ای زلف سیہ فام فراموش

مرغ دل دیوانہ ہی اس زلف کا شیدا
ہوتا نہین اس سے کبھو یہ دام فراموش

مسکین جب اس ساقئ گلرنگ کو دیکھا
شیشہ بھی فراموش کیا جام فراموش

تنہا سے گل سے نہ مرغ گلستان خاموش
تو دل سے یاد کر اس کیجہ ہو زبان خاموش

مسافران سفرِ آخرت کے ہین ہشیار
چلا ہی ملک بقا کو یہ کاروان خاموش

سوادِ حیرت آئینہ ہی مرا مکتوب
رہیگا دیکھ اُسے یارِ دلستان خاموش

مرے نگار کی دیکھے جو سرمگین آنکھین
ہوے ہین آج گلستا مین بلبلان خاموش

نہ پوچھ تو میرے دلدار کا نشان مسکین
نشان کیا مین بتاؤن ہی بے نشان خاموش

محفل مین مرے یار کی ہی جام کی گردش / مطلب کے موافق ہوی ایام کی گردش
کیون گردش گردون سے نہو جوش مسرت / اس دور مین ہی بادۂ گلفام کی گردش
دیکھ اُس کو ہوا میم محبت کا طلب گار / اُس زلف مین پایا مین عجب لام کی گردش
اب گور کا وہ صید ہوا کیون نہو قیدی / ہوتی تھی بیابان مین بہرام کی گردش
ہو دختر رز پیر مغان اپنی ہوا خواہ / قسمت کا لکھا ہو جو خط جام کی گردش

حالت کا تغیر مجھے درکار ہی مسکین
ایام کی گردش ہی مرے کام کی گردش

بحر غم کو جب ہی اس دیدۂ تر کی تلاش / پتلیون کو ہی میری درنایاب گوہر کی تلاش
مردم آبی اگرچہ آگ سے ہین بے نیاز / مردمک اپنی رکھا کرتی ہی اخگر کی تلاش
خاک تیری عقل پر انجام کچھ سوچا نہین / خاک ہی بستر ہمارا رکھ نہ بستر کی تلاش
مین ہون بسبب چشم ساقی عین دور جام مین / ظرف عالی ہی مرا کب ہووے ساغر کی تلاش
یہہ نہین سمجھا کہ تیرے در کی خاک اکسیر ہی / کیمیا گر کو رہا کرتی ہی نت زر کی تلاش

جب ہین مسکین عالم طالب باغ جنان
روز محشر ہو مجھے ساقی کوثر کی تلاش

زلف جانان کو سدا ہی رشتۂ جان کی تلاش / اس پریشان حال مین کتنی ہی سامان کی تلاش
سبزۂ خط کو ترے رہتی ہی بستان کی تلاش / حلقۂ گیسو کو ہی نت چشم حیران کی تلاش
ہندوے گیسو کو ہی روے درخشان کی تلاش / واہ پیارے کافر کو بھی رہتی ہی قرآن کی تلاش
رشتۂ کار اپنا اس رشتے سے ہم پیوند ہی / جان مین پاتے ہین ہم لذت جانان کی تلاش
دولت ملک قناعت ہی سراسر لازوال / مور کو رہتی ہی کب ملک سلیمان کی تلاش

وحدت و وحدانیت شاہد ہین انکے جہان پر
رکھتے ہین توحید مین جو لوگ برہان کی تلاش

طفل دل اپنا ہوا ہی دُر یتیم اُسکے عشق مین
اس لئے اُسکو ہوی چاہ زنخدان کی تلاش

ہی سفینہ دل کا خواہان بحر غم کے جوش کا
کیون نہ ہووے نوح کی کشتی کو طوفان کی تلاش

درد ہی عین دوا نزدیک ارباب کمال
دردمند یار کو کب ہووے درمان کی تلاش

مین تو اُس بت کی محبت مین اُٹھا اسلام سے
پھر کرون مسکین کیونکر گنج ایمان کی تلاش

مجمر مین گلون کے ہی دھری متصل آتش
دامن سے گل لالہ کے ہو مشتعل آتش

عاشق کے لئے آب حیات آب ہی اُسکا
لعل لب میگون سے تیرے ہی خجل آتش

گلزار خلیل اس سے نمودار ہو کیون نہ
سینہ میرا آتش جگر آتش ہی دل آتش

مرقد کو مرے سنگ سے مت باندھو عزیزو
ہووےگی مرے سینہ سوزان پہ سل آتش

گھر خس سے بنانا مجھے بلبل کا خوش آیا
تنویر کو کافی ہی وہان ایک تل آتش

جب کشتی صہبا مین ڈبویا مجھے ساقی
گرمی سے ہوا بادۂ گلگون کی ول آتش

اس لب پہ بجھا خال کو بے تاب ہوا مین
کیا داغ کو جلاتی ہی ترے ایک تل آتش

مسکین مین کیونکر کرون تعمیر مکان کی
گرمی سے مرے اشک کی ہوتی ہی گل آتش

کس حسن کے شعلے سے ہوا یون چمن آتش
بلبل کا جو ہی سوز جگر سے دہن آتش

غصے سے ہوا یار کا ہیر بدن آتش
کیونکر نہ زبانے کی طرح ہو سخن آتش

اس شکل صنوبر مین جو شعلے سے عیان ہی
سمجھو کہ ہی مشتاق ہوا سے وطن آتش

جون شاخ چنار آگ مرے تن مین بھری ہی
بھڑکیگی مری خاک مین بن کر کفن آتش

مین شمع کے اظہار سے سنتا ہو یہہ مسکین
ہی شہید پروانہ نہو کیون لگن آتش

واقع مین ہمارا ہی یہہ خون جگر آتش
آتی ہی میرے اشک مین ہوکر شرر آتش

دوزخ کو طرف ہونے کی طاقت نہ ہوگی
سلگا یگا یون اپنا جو سوز جگر آتش

دیدار کا انکار مگر بات کو پہچان
ہی شعلۂ دیدار مین نور نظر آتش

مین شعلۂ آواز سے اس بھید کو پایا
رہتی ہی ہوا مین بھی نہان بیشتر آتش

نامے کا مرے سوز جو اعجاز بتاوے
ہو جاوین کبوتر کے بھی سب بال و پر آتش

آتشکدۂ غم مین ہی دل اپنا مسکن
اس گھر کے نظر آتے ہین دیوار و در آتش

یہان فکر سے دوزخ کے جگر آب ہی سکا
لے شہر خموشان مین بجا بے خبر آتش

مسکین تو کر دل سے جدا الفت زر کو
آتش مین جلانے سے بھی بنتا ہی زر آتش

مردود روزگار ہین سب ابتلاے حرص
جل جاوے کاش دست روا کو بجاے حرص

کوچے مین کام دل کے طمع سنگ راہ ہی
پاویگا اپنے کاسے کو خالی گداے حرص

قطع امل سے گوشۂ عزلت کر اختیار
ٹھوکر ہمیشہ کھایگا دنیا مین پاے حرص

دانا کے پاس دانۂ گندم کے جھاڑ تک
رہبر ابو البشر کا نہین تھا سواے حرص

بھر دیجے اس کو شیشۂ ساعت سا خاک سے
پیدا ہوا ہی شیشۂ دل آزبراے حرص

اس ہاتھ کی خوشی سے ہی نت اسکا سر بلند
اہل دول تو ہوے خاک پاے حرص

میرے سخن کے فہم کو تک غور ہی ضرور
قارون کا خزانہ ہی حاجت رواے حرص

مین ڈھونڈھتا ہون رزق کی ہم کشادگی
قامت یہ میرے تنگ ہی گو یا قباے حرص

[illegible]

اقبالِ سرمدی سے ہوی جنکی سرنوشت ... ہووے خدا انھین کو قناعت بجای حرص

مسکین سمجھو ان مین کو حیا کو سلام ہی
خجلت کی خاک سے جو مرا اشغلِ حرص

شیران بھی ہو گئے ہین گرفتارِ دامِ حرص ... ہین سرورانِ زمانے کے سارے غلامِ حرص
اُس کو جو کل تھا چشمۂ فیضِ جہانیان ... دیکھا جو غور سے نظر آتا ہی رامِ حرص
بہرور نہو ویگا جو تو قطع طمع کرے ... روزِ امید کو بھی کرے شب بہ شامِ حرص
سمجھو تو آبرو کو ہی اس سے سدا ضرر ... طولِ امل کے رشتے سے باوین قیامِ حرص

یارو نکی منفعت کی اگر کیفیت ہی کچھ
مسکین ہم بھی ذوق سے پیوینگے جامِ حرص

ای یار تیرا دل سے پرستار ہی مخلص ... گل روہی تو اور تیرا ہوا دار ہی مخلص
اغیار کی دیدار سے بیزار رہے ہم ... دلدار کی بھی نرگسِ بیمار ہی مخلص
اس رشتے کو پیوند کرو زلفِ صنم سے ... سبحے مین نہ پایا تے ہین زنار ہی مخلص
رحمت کے سمندر کا رہیگا وہ شناور ... اس بادہ پرستی مین گنہ گار ہی مخلص

اخلاص زمانے مین ہی مسکین پرعنقا ... عشقِ الہی
جا قاف مین تو ڈہونڈھ جو درکار ہی مخلص

گل دلربا ہی چہرۂ جانان علی الخصوص ... بلبل ہی زار دیدۂ گریان علی الخصوص
سنبل ہی خوب زلفِ پریشان علی الخصوص ... پرخون ہی لالہ سینہ بریان علی الخصوص
آئینہ دیکھتا ہی تو رغبت سے ای صنم ... عاشق کا دیکھ دیدۂ حیران علی الخصوص
اک گنج کی تلاش مین رہتا ہی دل میرا ... ہی مجھکو شوقِ منزلِ ویران علی الخصوص

پر خون ہی سینہ اپنا الٹ لعل یار سے
پیتا ہی خون لعل بدخشان علی الخصوص

اسکی نگہ کے آگے کہان تک چلیگا تیر
دلکش کمان ہی ابروے جانان علی الخصوص

چشمہ ہی آفتاب کا یہ آب و تاب حسن
پر لطف ہی وہ چاہ زنخدان علی الخصوص

مسکین مین اپنے حال پریشان ہین شاد ہون
دلکش ہی اسکی زلف پریشان علی الخصوص

گلگون شراب ہی لب دلبر علی الخصوص
مہتاب خوش ہی و رخ انور علی الخصوص

ہی سرو خوب قامت دلبر علی الخصوص
عاشق ہی قمری یہ دل مضطر علی الخصوص

پروانہ مین ہین یہ ہوا اسکے فدا
والا گہر ہی شمع کا افسر علی الخصوص

عاصی غریق رحمت پروردگار ہی
یہان سیل اشک اسکا یاور علی الخصوص

ہون عنبر و مشک کی نکہت کا آشنا
کاکل ہی اس صنم کی معطر علی الخصوص

گر اصل خلقت اپنی سمجھے یاد ہی عزیز
لائق ہی تجھکو خاک کا بستر علی الخصوص

ہین مسکین گرچہ خم و بادہ دلپسند
ساقی مجھے عزیز ہی ساغر علی الخصوص

مسکین ابو تراب کا فدوی ہی خانہ زاد
ہی وصف جن کا ساقی کوثر علی الخصوص

خاک در ہر جا کسی کی ہی اگر درکار فیض
فیض کا ہو گھر جہان ہین سب در و دیوار فیض

کیون نہ بخشے دل کو اپنے چشم گوہر بار فیض
ابر نیسان سے ہی پاتا ہی سدا گلزار فیض

اب مسیحائے اگر چاہین مدد نادان ہین
دیتی ہی بجز دل کو نرگس بیمار فیض

مبدا فیاض سے توفیق کا معدن ہوا
ہی تیری گفتار فیض اور ہی تیری رفتار فیض

باغ جنت مین ہی گرچہ حوض کوثر فیض بخش
دیویگا ہر تشنہ لب کو شربت دیدار فیض

گل بھی گلشن مین کیا بلبل کو زردی سکے ہین | کیا عجب تبلاوے گر تیرا گل رخسار فیض

مسکین کا دل باغ باغ مصرع سودا سے ہی
چشم بینا ہو تو لیکر گل سے بھی تا خار فیض

باقی ہی تیرے نام سے نے دنیا مین نام فیض | نظم روان سے تیرے ہی انتظام فیض
صبح امید چہرہ ہی اور زلف شام فیض | یہ نرد بان صرو رہی از بہر بام فیض
پیر مغان تیرا مین ہوا اس لیئے مرید | دیوے تو میکدہ مین مجھے ایک جام فیض
دل کو رہا نکر تو کبھو اسکے قید سے | واقع مین زلف یار ہی جا ہی یا ردام فیض

مسکین شیخ جام ہی مجلس مین جلوہ گر
اسکے کرم سے کون نہواب اہتمام فیض

خط سیاہ یار ہی خط غبار فیض | مصحف یہ دیکھ چہرے کے نقش و نگار فیض
تبلا رہا ہی سبزہ خط اک بہار فیض | چہرہ ہوا ہی اس کا گل آبدار فیض
ہندوے خال کو ملا قرب جوار فیض | ہو ویگا اس کے حال سے اب آشتہار فیض
ہر داغ مین جگر کے نہان اک چراغ ہی | سینہ بھی عاشقون کا ہوا لالہ زار فیض
روشن اسی سے صبح بناگوش ہو گئی | کہتے ہین شام زلف کو ہمراز دار فیض
پیوند اپنا یار سے اس کے سبب ہوا | رشتہ ہی اپنی جان کا اک رشتہ دار فیض

مسکین بانگ حضرت مولا سے کچھ مدد
میدان علم کے ہین علی شہسوار فیض

عاشق کو تیری زلف کے سنبل سے کیا غرض | ذوقی کو تیرے رخ کے گل و گل کیا غرض

ع مراد از [illegible] ۱۲
باری عنوان ابیات
ع مراد از انتظام
قرآن کریم
س مراد
[illegible] ۱۲
از اوج [illegible]
ع مراد از [illegible]
[illegible] ۱۲
[illegible] تصور است ۱۲
ش مراد از ظاهر
راه الهی که او را صحبت
[illegible] شده
باشد ۱۲
ش مراد
از استقامت سالک راه
طریقت است ۱۲
ش اشارت بعضون و نعمت
[illegible]
زندگی [illegible] فیض [illegible]
است ۱۲

جو تاج فقر سے ہوا عالم مین نامور
شاہ جہان ہی اسکو تجمل سے کیا غرض

وے کھیلتے ہین جان پہ بہر وصال دوست
بازین عاشق تو کو تأمل سے کیا غرض

راضی رضا پہ جو نہین ہے مبتلا ہی دل تیرا
ای یار تجھکو ایسے توکل سے کیا غرض

مستان حال کو نہین مسکین کا خیال
زر دار گل کو نالۂ بلبل سے کیا غرض

ہی مردمک کو یار تیری پشت پا سے ربط
گردش کو آنکھ کی ہو کیونکر حیا سے ربط

جب سے ہی اس نگار کو طرز جفا سے ربط
ہی اپنے دلکو شیوۂ حسن وفا سے ربط

طوبیٰ مین یہ کمال نہین جو کہ زاہدا
ہی اس کے سرو ناز کو حسن ادا سے ربط

صورت پہ اسکی نقد دل و دین نثار ہی
ہی جلوۂ صنم کو اسی دو نما سے ربط

عشق بتان سے دلکو میرے ارتباط ہی
ہووینگا اب دست بہ راہ خدا سے ربط

قدرت سے وہ ہوا صدف گوہر مراد
رحمت کو کبریا کی ہی دست دعا سے ربط

ہر کشور کمال کا وہ شاہ نامور
با صدق دل ہمیشہ رکھے جو گدا سے ربط

دل کو جلا کے آتش الفت مین خاک کر
مسکین چشم یار کو ہی توتیا سے ربط

ہی دل پرخون سے اپنی چشم تر کا ارتباط
جس طرح گلشن سے ہی مرغ سحر کا ارتباط

آب چشم اپنا رکھے ہی خاصیت انگار کی
ہی اس اشک گرم سے سوز جگر کا ارتباط

آنکھ کے رستے سے اگر وہ مرد دلین بسا
ہی نظر سے اپنی اسکے رہگذر کا ارتباط

مین نے سمجھا تھا کہ ایسا چرخ دیگا وہ مجھے
بام سے تیر کے ہی مرغ نامہ بر کا ارتباط

تیرے سرو ناز سے نور تجلی ہی عیان
طور کے دامن سے ہوگا اس شجر کا ارتباط

گر نہ مینا سے اب بیدار ہوگا اپنا بخت
وخت رز سے ہی میرے دامان تر کا ارتباط

طائرِ عقل اپنا **مسکین** بے پر و پرواز ہی
قوت پرواز سے ہی بال و پر کا ارتباط

ملامت بادہ خوار و نکو نکر نہار ای واعظ
کمال می پرستی ہی انہین پر کار ای واعظ

تیری شیرین زبانی سے شراب تلخ بہتر ہی
نہ تو عاشقون کے در پی آزار ای واعظ

صنم کی زلف کا سودا کیا گم نقد دانش کو
نہو کیون رہزن دین طرۂ طرار ای واعظ

حرم مین جسکو تو پایا مین دیکھا دیر مین اسکو
یہہ نازک بات ہی اسکا نکر انکار ای واعظ

نکر تو ناخدا ترسی سے زخمی دل حریفون کا
زبان کی تیز ست کر اسطرح تلوار ای واعظ

قیامت مین تجھے داخل ریاکارون مین کر دیگی
یہی گفتار ای واعظ یہی رفتار ای واعظ

تو سمجھیگا کہ **مسکین** کی حقارت تھی جہالت سے
اتھیگا جس گھری یہہ پردۂ پندار ای واعظ

سیل اشک اپنا کریگا آج طغیان الحفیظ
چشم گریان سے میرے ہوتا ہی طوفان الحفیظ

ناز و غمزہ اور کرشمہ اک بلا طوفان ہی
مقتل عشاق مین ہی تیر باران الحفیظ

رات رونے مین کتی دن کو فغان و شور ہی
صبح محشر کر دیا چاک گریبان الحفیظ

بلبلان دیکھین جو اسکو چشم بد کا خوف ہی
یار جاتا ہی مرا سوے گلستان الحفیظ

سیل اسکے اشک کا ہو جائیگا دریاے نیل
منزل زندان مین آیا ماہ کنعان الحفیظ

کام اپنا ہو ویگا سوز جگر سے اب تمام
آبلے دل کے ہوے باطن مین پنہان الحفیظ

شور مین **مسکین** اب صور اسرافیل ہی
ہی قیامت کا تیری قامت سے سامان الحفیظ

ہے اسکو طلب دل کی بیدل کا خدا حافظ ۔ ہوشیار کو جب ہوند ہین غافل کا خدا حافظ
اب مزرع عقبی سے بے توشہ مین جاتا ہون ۔ پھر عالم غربت کی منزل کا خدا حافظ
دیکھ انکی تنک ظرفی ہے خترز آتش (یعنے دنیا) ۔ اب بادہ پرستون کی محفل کا خدا حافظ
اغیار کے کہنے سے وہ یار جفا پر ہے (خشمگین) ۔ دلبر جو ہوے الفت پھر دل کا خدا حافظ

نادانی و دانش مین یہان فرق نہین مسکین
عاقل کا خدا حافظ جاہل کا خدا حافظ

یہان شورش دریا ہے اس سر کا خدا حافظ ۔ یہہ اشک ہے طوفان پر پھر گھر کا خدا حافظ
صفحے پہ مرے دل کے کئی مہر ہین داغون کی ۔ ہے آتش غم درپی محضر کا خدا حافظ
اب دست جنون سے ہے سب چاک مرا دامن ۔ پھر اشک کے قطرے کے گوہر کا خدا حافظ
خورشید قیامت کے چشمے کو کرینگے تر ۔ پھر تیرے شہیدون کے محشر کا خدا حافظ

مسکین محو وحدت کی گرمی مین ہے اب کثرت
شیشے کا خدا حافظ ساغر کا خدا حافظ

کس شعلہ رو کے حسن سے ہے شرمسار شمع ۔ مانند دود آہ ہوئی بیقرار شمع
ہوتی ہے تیرے چہرے پہ دل سے نثار شمع ۔ سرسبز تا ابد رہے اور بختیار شمع
روشن ہر ایک داغ سے انکے چراغ ہے ۔ ساتھ اپنے لیگئے ہین عزیزان ہزار شمع
پروانہ اس کے عشق مین جل کر فنا ہوا ۔ عاشق کی اپنے کیون نہو خدمتگذار شمع
رشک چمن ہے سرو چراغان ہر اک طرف ۔ کیا ساتھ اپنے خلد سے لائی بہار شمع
مطلوب اہل عشق مین سوز و گداز ہے ۔ کہتی تھی اہل بزم کو یون بار بار شمع

مسکین خوب غور سے دیکھا میں شام میں
کرتی تھی ماہ رو کا یہ انتظار شمع

مرقد پہ میرے سبزہ جلے ہی بجائے شمع
میں بھی ان ستارہ سوختہ یہاں کون لائے شمع

گلگیر اس کے سر کو اتارا ہی تیغ سے
جب تیرے آگے دعوی نکہت پہ آئے شمع

پروا سخن کا اسکے تھا پروانیکو فقط
گویا تمام شب ہی محفل میں ہائے شمع

مانع اگرچہ باد ہی پیشے کے قریب کا
پروانے کو بلاتی ہی دائم ہوائے شمع

جلتا وہ آگ میں تھا یہ روتی تھی درد سے
پروانہ اپنی آنکھ سے دیکھا وفائے شمع

سوز و گداز عشق جو ہی اس سے آشکار
مسکین ہی پتنگ کے حق میں عطائے شمع

پروانے کو نکالا ہی گھر سے خیال شمع
تاثیر کہربا کی رکھے ہی جمال شمع

روشن کرے ہر ایک کے گھر کو جلا کے دل
کرتا ہی داغ دل کو میرے یہ کمال شمع

اسکی زبان تیز سے غافل ہیں اہل بزم
آتش کے ہی زبانے سے پیدا مقال شمع

یہ کون رشک مہر یہاں نور بخش تھا
سنگ مزار اپنا ہوا ہے نہال شمع

تا کہ شب کی زندگی میں بھی جلتی ہی شمع
رونا مجھے ضرور ہی یاران بجال شمع

مسکین شب جو یار جو بالیں پہ آ گیا
مہتاب سا تھا دل میں مرے اک خیال شمع

دل غنچہ یہاں ہی تنگ کہاں تک سمائے داغ
خالی کیا ہوں سینہ بھی میں نے بھرا داغ

نقاش جب ازل کا کیا دل کو رنگ بست
روشن ہوا سویدا یہاں ابتدائے داغ

شعلے سے جوں چراغ کے کاغذ ہو داغدار
سوز جگر سے اپنے ہی اکثر ہوا داغ

پاتے ہیں اس کے رقص میں ہم وجد و حال کو
طاؤس کے بدن پہ ہی زیبا قبائے داغ

روتا ہوں پھر خندۂ لب ہائے زخم میں
ہے شورِ گریہ سے مرا مطلب صفائے داغ

دل کی متاع کو وہ حقارت سے رو گیا
پایا نہیں قماش میں اسکے سوائے داغ

وہاں داغ دل پہ اسکا تبسم نمک فشاں
یہاں ہائے ہائے داغ ہی اور روئے او داغ

جراح میرے زخموں سے پھاہوں کو دور کر
خونخوار ہو گئے ہیں مرے آشنائے داغ

ہر داغ عشق یک گہر شب چراغ ہے
تاریک گور میں مری کیا کام آئے داغ

مسکین دل کو بادہ پرستی کا شوق ہے
بھر رکھیں نہ اور راگ سے نئے شعلہ ہائے داغ

چیچک ہے اس کے چہرے پہ ہیں آشکار داغ
یا اپنے دل کے ہو گئے وہاں لالہ زار داغ

تختے میں لالہ زار کے دیکھے ہزار داغ
پر داغ دل سا اک نہیں روشن بجا یار داغ

کس ماہ رو کے عشق میں یوں بیقرار ہے
دل میں ہیں پیر چرخ کے بھی بیشمار داغ

جو قدرت خدا سے نئے ہو جاویں شب چراغ
ہم بھی کرینگے یار پہ اپنے نثار داغ

داغ جنوں سے رنگ گل لالہ ہے عیاں
تازہ رہے ہیں خلد بریں کی بہار داغ

قاتل ہماری خاک سے اسکو نہ گرتیگے دھو
حق ہے کہ اپنے خون کا ہے استوار داغ

باغ ارم سے گلشن غم ہے شریف تر
مسکین اپنے دل کے ہیں سب یادگار داغ

جاکے دل سے اب میں لونگا اپنے دلبر کا سراغ
صبح محشر سے ہے اس مہر انور کا سراغ

وہ تو جانا دن ہے تیرا اسرائے آرام جان
پوچھتا ہے غیر سے کیوں اپنے دلبر کا سراغ

حیف ہے لوگو گہر سطاس پایا خاک سے
لیتے ہیں غواص جا دریا میں گوہر کا سراغ

کاملان سب ڈھونڈھتے ہین تیرہ رہ کی خاک کو / کیمیا کر لیتے ہین اک سیر زر کا سراغ

تشنہ کامی جب کرے مسکین مجکو بیقرار
بروز محشر پاؤنگا ساقی کوثر کا سراغ

شمع رو کہتے ہین مجکو کیون ہو گلشن چراغ / ہی گل اقبال کا اس نام سے روشن چراغ
کر اسے ظاہر کرون ہو نام میرا نقشبند / داغ غم سے ہاتھ مین دل کے ہی اک روشن چراغ
رات جلنے مین کٹی وقت سحر پیدا رہی / دولت مقصود کا پاویگا اب دامن چراغ
فیض سے تجرید کے اسکے ہوے روشن نصیب / نام کی خاطر رکھا کرتا ہی پیراہن چراغ

قدرت سرو چراغان کب رہے مسکین کو
تیرے قد سے اسکے کاشانیکا ہو روشن چراغ

دیکھ گل دکو مرے کیونکر نہو دل داغ داغ / سرو قامت سے ہین اسکے اہل محفل باغ باغ
گھر میرا اس بن بنت اک گوشۂ ویرانہ تھا / ہی بہار جلوۂ جانان سے منزل باغ باغ
خرمن امید اپنی سب نیاز برق ہی / ہو گیا مین دیکھ اس مزرع مین حاصل باغ باغ
دانۂ زنجیر کو ہی اشک کے پانی سے فیض / پا تو ہین مجنون کے تیرے ہین سلاسل باغ باغ

چا ۱۲۴

وقت پر موقوف ہی مسکین سرسبزی بخت
سینہ جب پرخون ہوا تب ہو گیا دل باغ باغ

سینہ پرخون ہو گیا مجکو ہی گلشن سے فراغ / چشم ہی گوہر فشان لازم ہی معدن سے فراغ
اشک کو مرے نہین ہار دامن سے فراغ / طفل کو ہرگز نہین ملتا ہی گلشن سے فراغ
جب کرین اوراق گل سے حفظ غم کا داستان / عندلیبون کو بھی ہوگا سیر گلشن سے فراغ
تو میرا جانان ہی دلبر جان ہی تجھ پر نثار / جان کے رشتے کو کب ہی تیرے دامن سے فراغ

جب ترے کوچے کی خاک اسکا بدن ہو جائیگا
ہوویگا مسکین کو تب اپنے مسکن سے فراغ

کیا دیکھتا ہی گردش ایام کی طرف	دل کو لگا تو دور پری و جام کی طرف
راغب ہی اپنا طبع خط جام کی طرف	کب دیکھتا ہون مین سحر و شام کی طرف
زلف اسکی مجھکو کفر سے آخر ملائیگی	گو صورت اسکی کھینچے ہی اسلام کی طرف
اس چرخ نیلگون سے جب آتی ہی کچھ بلا	ہم دیکھتے ہین یار تیری بام کی طرف
دانہ دھرا ہی خال کا رخ پر بزیر زلف	کیونکر نہ جاوے مرغ دل اس دام کی طرف

مسکین جب سے ترک سخن کردیا ہی یار
ہین کوس اپنے اسکے لب بام کی طرف

لے چلا جوش جنون ہمکو بہی گلشن کی طرف	عندلیبون کی نظر ہی تیری شیون کی طرف
رشک سے تیرے لبون کے خون مین ڈوبا ہی یمن	جاویگا لعل بدخشان اپنے معدن کی طرف
ناز و غمزہ اور کرشمہ شیوہ جور و ستم	لشکر بیداد لے آئے مجھ اک تن کی طرف
ہی جناب کبریا کو بہی ترے آنے کا لحاظ	تھی تجلی نور کی وادی ایمن کی طرف

پھر اسکو ایسے میدان سے جو ہو وحشت
رکھہ نظر مسکین اس جا ہیکے توسن کی طرف

کب ہی ستون کتین سفر کا خوف	آگ رکھتی ہی چشم تر کا خوف
دختر رز پھرے ہی بن کے پری	نہین عورت کو یہان سفر کا خوف
ہین بیے واقع مین مانع پروانہ	مرغ دل کو ہی بال و پر کا خوف
کیون نہ مخفی رہے وہ عالم سے	اسکی صورت کو ہی نظر کا خوف

یار جس تن سے لگے وہی جا تے | پوچھ قارون سے مال و زر کا خوف
بے ہنر کو جو دیکھتا ہون شاد | مجھے گھیرا ہی اب ہنر کا خوف

اشک مسکین کا ہی طوفان خیز
کیون نہ ہو دل مین رہگذر کا خوف

ہو گئی رنجیدہ ہم سے نرگس بیمار حیف | ہاتھ سے جاتی رہی اب دولت دیدار حیف
مرتے دم بھی ہم نہ پائے شربت دیدار حیف | وقت آخر بھی نہ بتلایا گل رخسار حیف
گلبدن ہرگز نہین تجھکو غریبونکا خیال | آتش غم مین ترے جلتا ہی یہان ہر خار حیف
تھا گرہ مین تیری گیسو کے نہان نقد مراد | پیچ کھاتے ہین عبث یہان سبحہ و زنار حیف
دختر رز کی محبت سے ہوئے بدنام ہم | اب ہمین لیجا گئی یہہ بر سر بازار حیف

کیا کہون مسکین جب دیکھا پریشانی مری
ہو گیا اسکا پریشان طرۂ طرار حیف

دیکھو جو غور سے تو صنم ہی خدائے عشق | کیون کر کرون نہ دین و دل اپنا فدائے عشق
تجھکو دکھاوے بادہ گلگون صفائے عشق | پیدا ہوی ہی دختر رز از برائے عشق
جوش و خروش اسکا ہو گا کبھی پذیر | مانند بحر سر مین ہی میرے ہوائے عشق
بلبل تیری نوا سے ہی نہ روا گل ہی شاد | ہم بھی ہین باغ عشق مین اک با نوائے عشق
داغون مین غم کے اسکا سراپا نہان ہوا | طاؤس کے بدن پہ ہی زیبا قبائے عشق
آذر رنگ حسن تجھکو دیا صانع ازل | پرسوز دل کو میرے تھایا بجائے عشق
خاک قدم کو اسکے ہی اکسیر پر شرف | سلطان روزگار ہی بیشک گدائے عشق
آہن مین جس طرح کرے آہن ربا اثر | یون کھینچتا ہی دل کو مرے کہربائے عشق

مسکین عاشقان جو ہین فدوی شاہ حسن
حیران ہین دیکھ کر صفت کبریائے عشق

جب سے ہی دل مین مرے شربت دیدار کا شوق
نقش دل اپنا ہوا نرگس بیمار کا شوق

ہو مبارک تجھے بلبل گل و گلزار کا شوق
ہی مرے دل مین بھرا اس گل رخسار کا شوق

لخت دل اپنا ہوا دستۂ گل کی مانند
کیون نہو مجھکو ترے گوشۂ دستار کا شوق

پھول کو دیکھ قفس مین ہی ہوئے عاشق
گل کو کھینچا ہی یہان مرغ گرفتار کا شوق

وہی باور کرے اسکو جو ہووے نادان
رحمت حق کو ہی ہر آن گنہگار کا شوق

باز بجبر کرے کیون نہ جنون اب مسکین
دل مین مضبوط ہی اب طرۂ طرار کا شوق

دل اپنا کاہیکو ہو سرو و سمن کا عاشق
ہو ویگا دو جہان مین اس گلبدن کا عاشق

پر جون جگر ہی اسکا دل تنگ کیون ہووے
غنچہ ہوا چمن مین تیرے دہن کا عاشق

خلوت کو انجمن کی رکھتا ہون مین نظر مین
غربت مین نت رہا ہون اپنے وطن کا عاشق

بلبل سے مجھکو مسکین کیونکر مناسبت ہو
وہ ہی چمن کا عاشق مین گلبدن کا عاشق

ہوتے نہین ہین باغ سے سرو و سمن الگ
کیونکر ہو میرے دل سے تو اے گلبدن الگ

بلبل کھلیگی چشم بصیرت اگر تیری
وا خون سے تیرے دل کے عیان ہو چمن الگ

غنچے کا منھ نہین جو ہی سنگ تقابل ترے حضور
تیرا دہن ہی لاف مین ای گلبدن الگ

زنجیر بس نہین تیرے دیوانے کے لئے
گیسو ہی اسکو چاہئے اور اک رسن الگ

قسمت نے اسکو بھر دیا آب حیات سے
گرداب فتنہ اور ہی چاہ ذقن الگ

مسکین کے کلام کو دیکھیں جو غور سے
اہل کمال پاوین یہہ لطف سخن الگ

ہے چشم عندلیب کا سرمہ چمن کی خاک ۔ نور نظر ہے اپنی وہ رہِ گلبدن کی خاک
کہنہ ہے زخم دل کا مرے اس کے واسطے ۔ ہووےگی سود مند چنارِ کہن کی خاک
اس یار سرو قد کی ہوی ہے وہ پایمال ۔ کیونکر نہ آوے یاد عزیزان وطن کی خاک
دیکھو تو حکمتین ہین ہی بعدِ مشرقین ۔ یونان سے شریف ہی ملکِ یمن کی خاک
اندھے یہان جو آنکھ ہو دایم وہ کور ہی ۔ کحل البصر اگرچہ بنے نور تن کی خاک
کوچہ جب اس نگار کا آسن میرا ہوا ۔ ہے اس صنم کی خاکِ رہ اپنے بدن کی خاک
سامع جو موشگاف ہوا اہل بزم مین ۔ آنکھون مین اسکے واسطے زلف سخن کی خاک
ہندو زلف کو تیرے قشقہ جو ہو ضرور ۔ آویگی کام اسکو گلِ نارون کی خاک

سنگ قناعت آویگا سنگ مزار سے
بھر دیگی چشم حرص کو مسکین دہن کی خاک

ناچیز اپنے پاس ہوی سیم و زر کی خاک ۔ اکسیر سے شریف ہے اس بام و در کی خاک
جب چشم زخم سے ہو تجھے گلبدن ملال ۔ اسپند مین جلاکے بناؤن نظر کی خاک
اس چشم نیم خواب سے اب چشم لطف ہی ۔ سرمہ ہوی ہی یار کا میرے جگر کی خاک
جب ہیزم خشک و تر جل گیے ہم ۔ ایندھن مین ایک سان ہوی اب خشک و تر کی خاک

ایسے کہان نصیب جو خاکِ قدم ملے
مسکین کو عزیز ہے اس رہگذر کی خاک

جاوینگے اس جہان کو جب اس جہان کے لوگ ۔ سارا جہان ہے وارِ فنا پھر کہان کے لوگ

دم رکھتے ہین پر انکو قدم کا نہین خیال
حق یہ کہ حق شناس نہین ہین یہان کے لوگ

سفرے سے اک کریم کے کھاتے ہین اپنا رزق
خرد و بزرگ ہین یہ کسی تیز بان کے لوگ

ہم کو صنم پرستی کا انسے گلہ نہین
ظالم یہ خود پرست ہین ہندوستان کے لوگ

ہین شور و شر سے اہل فنا عہد امن مین
رکھتے نہین ہین زنگ کو اس کاروان کے لوگ

ہر کام مین ترے نظر آتا ہی کر و فر
دیوانہ کر دیتے ہین تجھے اس جہان کے لوگ

اس خاکدان کے عشق مین یاران فنا ہوئے
سمجھو تو میری بات کو تم ہو کہان کے لوگ

نسبت ہی اتحاد کی مابین حسن و عشق
پا وینگے اپنے رمز کو گنج نہان کے لوگ

پیر مغان کا فیض ہی جاری جہان مین
مسکین کیا کریم ہین اس خاندان کے لوگ

ہیبت [illegible] صبر کا اپنے ہی جیب و دامان چاک
ہوا ہی گل بھی ترے عشق مین گریبان چاک

[illegible] رشتہ جان وہ رفو پذیر نہین
میرے جگر کا عجائب ہی ای عزیزان چاک

قدم مین خار مغیلان کو لے پھرا مجنون
ہی اسکی سیر سے سب دامن بیابان چاک

چمن مین ناز سے پھرتا ہی وہ گل خورو
نہووے باغ مین کیونکر گلون کا دامان چاک

[illegible] ہی خندہ دیوار گلشن ای بلبل
قفس کے گرد بھی موجود ہین فراوان چاک

جو وخل ہی جا سے ناخن ہو تیز ای مسکین
رہیگا جون ورق گل [illegible] بھی یہان چاک

قدرت سے تری گل بھی چمن مین بنا رنگ
بلبل بھی طرفہ راگ مین آئی و برا سے رنگ

حیران ہو نہین ہے غنچے مین کیونکر سمائے رنگ
کیا اسکا خون دل تھا وہان بن گیا رنگ

صہبا ہے سرخ رنگ ہی گل کا صفاے رنگ
آواز کا بھی شعلہ تجھے یہان بتا رنگ

اس لعل لب سے ہووے جو رنگین بیان وہ یار
گر ہر سخن کا اپنے کرون مین فدا سے رنگ

تصویر ہے تیری مجھے کیونکر نہو نشاط
گردہ ہی اپنی خاک کا اس مین بجا سے رنگ

ہووے جو گرم شعلۂ آواز بلبلان
گل ہی چمن مین شوق سے اپنے پیٹھے اڑا رنگ

ہی خوف مجھکو یہ کہ نظر اسکی لگ ہو
گلفام ہی جو چہرے کا تیرے بڑھا رنگ

تجھکو لباس عاریت ای گل نہین ضرور
تیرے بدن سے جلوہ نما ہی قبا سے رنگ

صفحے پہ میرے دل کے جو ہی عشق کا نشان
رنگ خدا ہی کیون نہو اس مین بقا رنگ

جب خط رزر سید ہوا اس سے کلمہ انحلال
خامی مین حشیم داشت نہین ہی وفا رنگ

بنت العنب کے ڈھنگ سے پرخون ہی دل
جا سکتے ہین اس نے ہین کیا کیا اٹھا رنگ

گلزار عشق کی بھی اسے ہی سیر ضرور
میرے لہو کا تیغ سے کب چھڑا سے رنگ

رنگ کھیلتا ہی خسرو گل اہل بزم سے
دیکھو تو گلستان ہی ہی عشرت سرا رنگ

زردار اس سے ہوگئے گلشن مین سار گل
شہیر ہی بلبلونکا بھی پا اہا سے رنگ

مسکین اسکے قبض مین ہی شان کبریا
رنگین سخن ہین بزم مین سب خاک پا سے رنگ

خود رو میرا جو گل ہی تباوے ہزار رنگ
گلشن کا اسکے آگے ہی بے اعتبار رنگ

عاشق کے خون کا ہو کیون پایدار رنگ
یہ رنگ ہی وہ جس سے بتا دین ہزار رنگ

جب کھیلتا ہی بزم مین وہ گلعذار رنگ
دامن کو عاشقون کے کبے لالہ زار رنگ

بلبل بھی اپنے راگ مین لایا ہزار رنگ
ہی فصل گل مین عشق سے اسکے بہار رنگ

می ور خدا جام و گل و لعل گلر خان
دلچسپ میرے زیر فلک ہین یہ چار رنگ

بعد فنا ہو خاک میری معدن گہر
پاویگا فیض عشق سے سنگ مزار رنگ

ط یعنی [illegible]

بازی کرے ہی عشق بھی اس سے ہی رنگ سے — بتلا رہا ہی یون جو گل آبدار رنگ

ڈہونڈھا ایسے رنگ کو جو تغیر سے دور ہو — ثابت نہین نہ مانے کا برگ قرار رنگ

کیونکر نہ پاوے سنگ سے وہ گوہر مراد — تیرے لبون پہ لعل کرے ہی نثار رنگ

دیکھا نہین چمن کی کشتی شاخ گل مین ہین — بتلا رہا ہی طرفہ مرا نئے سوار رنگ

دامان گل سے بھڑکے ہی اسکے جگر کی آگ — بلبل کے دل مین ڈالا ہی کیا خار خار رنگ

مسکین کشتہ بادۂ گلفام کا ہوا
خرمن مین اسکی جان کے ڈالا شرار رنگ

کیا بتاتا ہی چمن مین بادہ گلفام رنگ — خوش نما لگتا ہی اسکا صبح تا شام رنگ

تیرے دل کے خم کدہ مین ہوا گر جوش نشاط — دور ساغر کا بتاوے گردش ایام رنگ

نرگس بیمار تیری پی کے مے مست ہی — لا دینگے کس باغ یہہ نرگس و بادام رنگ

عشق کی مے کی مہارت مین جو ہووے پختہ کار — دختر رز کا نظر آویگا اسکو خام رنگ

بلبلان گلستان مین کیون نہ ہووین صید عشق — ابرگ گل سے بناتا ہی یہان اک دام رنگ

صرف زر ہم مے پرستی مین کرینگے مثل گل — کیمیا کے ڈھب سے بتلاتا ہی میم و لام رنگ

مشرب ایسا چاہئے مسکین جو بیرنگ ہو
زلف و رخ سے یہان نہ بتاتے ہین کفر اسلام رنگ

یہہ فصل گل ہی کیون نہو پیدا بہار رنگ — ہو ویگا صرف خوردۂ گل بیکار رنگ

لائی ہی ساز و برگ لطافت بہار رنگ — اس شاخ گل کو کیون نہ جھکا دیوے بار رنگ

الوان رنگ سے ہی بھرا تختۂ چمن — طاقت نہین نظر مین کرے یہان شمار رنگ

دنیا کے رنگ سے جو ہوا الفت تو سیکھئے — پوچھو نہ مجھ سے دوستو اعتبار رنگ

ای شاخ گل ہی رنگ تیرا ساز و برگ حسن — ہو ویگا جام بادہ تیرا آبیار رنگ

رنگ لباس مین جو نظر آوے وہ نگار
مسکین اپنے دل کو کرون مین نثار رنگ

ملایا ہی کچھ عجب وہ بت شوخ شنگ رنگ — معدن مین لعل بھی نہ بتا دے یہ ڈھنگ رنگ
سوزن کی آنکھ سی جو خدا دیوے اسکو آنکھ — سیرے جگر کا پاوے وہ تیر خدنگ رنگ
شیشے مین دل کے خون بھرا ہوا جگر کا مین — چرخ فلک سے آکے بتا ویگا سنگ رنگ
ابرو کی تیغ اگرچہ ہی خونخوار عاشقان — جوہر مین اپنے رکھی ہی تیغ فرنگ رنگ
افسوس اس جہان مین تجھ ناقص ہی رہگیا — خورشید کی نگاہ سے پایا ہی سنگ رنگ
آہو سے چشم کو تیری دیکھی اگر کبھی — کھو ویگا اپنے چہرے کا یک پلنگ رنگ

مسکین گل زمین سخن کا ہی باغبان
کیا خوش بنا رہا ہی یہ میدان تنگ رنگ

دیکھ لے غور سے ای یار مئی ناب مین آگ — تجھے منظور ہی دیکھے جو کسی آب مین آگ
ڈالی ہی یار تیرے رخ کی مری خواب مین آگ — مجھے آتی ہی نظر چادر مہتاب مین آگ
تیغ ابرو بھی تیری برق صفت ہو نکلی — قدرت حق سے ہوا اس تیغ سیہ مین آگ
جاے حیرت ہی جو دل عشق سے تیرا نہ جلے — آتش عشق سے ہی معدن سیماب مین آگ

کیون نہ اس آگ سے مسکین کو ملے نجات
آتشین رخ سے ترے ہی دل بیتاب مین آگ

شور بلبل سے لگی ہی دامن گلشن کو آگ — عشق تیرا کیون نہ دیوے صبر کی خرمن کو آگ
دل کتین میرے جلایا غیر سے ملنا تیرا — لگ گئی اک بات مین سیماب کے معدن کو آگ

۵۰۸۳

بس کہ تحقیق سے روشن ہے یہ چشم کلیم
لن ترانی سے لگی تھی وادی ایمن کو آگ

باغ جنت کی طرف خالی نظر سے کیا حصول
آتش ہجران لگا دیگی مرے مدفن کو آگ

جا کے صحرا میں جو رو دیگا اگر مسکین تجھے
شعلۂ غم سے لگیگی دشت کے دامن کو آگ

پہنچے کیوں کر ہاتھ میرا یار کے دامن تلک
یہ نہیں طاقت کہ جاؤں گوشۂ گلشن تلک

تا حقیقت لن ترانی کی قرین صدق ہو
سیر موسی کی ہوی تھی وادی ایمن تلک

عالم بالا کا تجھکو کیوں نہیں ہے اشتیاق
قصد ہے شعلے کا جاوے اپنے ہی معدن تلک

مرے حاصل کو جو دیکھی یک قلم ہی ترق ہو
برق آخر پھر گئی اگر میری خرمن تلک

اسکی خفت کا سبب ہے باد گران جانی ہوی
یار اگر پھر گیا مسکین کے مسکن تلک

راحت سے بیٹھ گھر میں پھریگا کہاں تلک
طول امل ہے ساتھ تو جاوے جہان تلک

مقتل سے بھی ہمارے ہے باہر مراد گم
آتا ہی تیر اسکا کہاں اس نشان تلک

ابرو چڑھا رہا ہی وہ خونخوار سنگدل
اس تیغ کا گذر نہیں سنگ فسان تلک

تھا دورباش حسن سے دل مثل گردباد
جا جا کے یار آئے تیرے آستان تلک

پیر فلک کی آنکھ سے آنسو بہاے گا
جاویگا دود آہ اگر آسمان تلک

باد خزان سے دل کا چمن پر بہار ہی
آتی نہیں بہار میرے گلستان تلک

کیونکر نہ ہووے دل کو مرے اسسے پیچ و تاب
پہنچا نہ وہم بھی ترے موے میان تلک

مسکین ہمیشہ کام لب بام سے رہے
پہنچیگا ہاتھ اسکا اگر نردبان تلک

ط پھول
[illegible] ۱۲

گلشن مین ہا جا کے جو وہ رشک چمن پھول
دیکھ اس کے گل رخ کو گئے سرو و سمن بھول

یہان وصل کی رحمت سے ہوا چاک گریبان
کپڑون مین سماتا نہین جب جاوے بدن پھول

مین عاشق بدنام ہون دشنام کے لایق
کیا منہ سے ترے جھڑتے ہین اے غنچہ دہن پھول

بلبل کو اگر دیوے خدا طاقت انسان
لاوے نگار زر گل سے بنا کے کرن پھول

مشہور ہے الجنس مع الجنس یمیل
آنکھون کو تری دیکھ کے جاتے ہین ہرن پھول

گویا گل اقبال ہوا اسکا شگفتہ
بلبل بھی گلستان مین بیٹھا ہے مگن پھول

شاید کہ زر گل سے بھی ہے انکو محبت
رکھتے ہین گلابی مین جو ہر سیمبدن پھول

ہر سیب کے ہونے کو گل و غنچہ ہے درکار
رکھتا نہین اے یار ترا سیب ذقن پھول

ڈھونڈھا گل اقبال مین مسکین عبث وہان
رکھتا تھا جز خار میرا باغ وطن پھول

اک نقش و کلش جب گل کو ستا بلبل
رنگ بہار الفت طرفہ بتا سے بلبل

قایم ہے عشق گل مین جسبدن سے پایا بلبل
ہے گل نہ مین گلشن اس دن سے جا بلبل

زیور ہے گوش گل کا یاران صدائے بلبل
ہم رنگ خوردہ گل ہوگا نوائے بلبل

ہان حسن و عشق باہم دلجوئے یکدگر ہین
نور نظر ہے گل کا بیشک لقائے بلبل

ہے عشق کی پیاہی دل بھر کے جام گل سے
صحن چمن ہو کیون عشرت سرائے بلبل

تجھکو خدا بنایا ہے یار میری خاطر
گل کو کیا ہے پیدا جیسا برائے بلبل

گل کا داغ مسکین رہتا ہے آسمان پر
داغون کو اپنے دل کے کیونکر دکھائے بلبل

بلبل کو مست کیون کر سے صبح و شام گل
ساقی ہو دے رہا ہے محبت کا جام گل

زر سے اگر نہال ہو بلبل اگر کیا عجب
خسرو ہی گلستان مین والا مقام گل

تا دل ہو بلبلونکا گرفتار عشق مین
تار نظر سے اپنے بنا تا ہی دام گل

دیکھ اسکو تو شراب محبت کا ذوق کچھ
رکھتا ہی صحن باغ مین شرب شام گل

گلشن مین شور و شر نکرے مست عندلیب
ہووے بوجہ احسن اگر انتظام گل

مسکین کا سخن تو سن اے گلبدن لطیف
سنتا ہی عندلیب کا دل سے کلام گل

جب سے سودائی کیا صہبائے احمر کا خیال
دل مین پھر رات دن رہتا ہی ساغر کا خیال

بے سر و سامان رہا کر چھوڑ دے سر کا خیال
دولت سرمد مین کھوئے تخت و افسر کا خیال

عشق کی دولت پائے ہین بس برگ و نوا
بلبلونکو باغ مین گل کے نہین زر کا خیال

بادۂ گلگون سے ہووے جب تلک دل کو نشا
میری خاطر مین نہین آتا ہی کوثر کا خیال

آفتاب حشر کا ہرگز نہین پروا مجھے
لیگیا دل کو مرے اک ماہ انور کا خیال

مرغ دل مسکین اوج مدعا سے دور ہی
سیر کا مانع ہوا پرواز اور پر کا خیال

جب سے تری پسند ہی جانان مکان دل
رشک بہار خلد ہوا گلستان دل

ہووے کرم سے اپنے جو غم میہمان دل
نذر اسکی ہم کرینگے یہ خون روان دل

دریائے غم کا جوش ہی اسکے بیان مین
کسکو سناؤن یار مین یہ داستان دل

اک سیمبر کے عشق مین سیماب ہوگیا
کیا پوچھتے ہو ہم سے عزیزان بیان دل

مسکین حرم یار کا احرام باندھ کر
ریگ روان کے ساتھ ہوا کاروان دل

پیوست جد و جہد سے کر کیمیاے دل — اکسیر تیرے لئے ہمدم صفاے دل
ہووے برنگ قطرہ جو یاران فناے دل — مانند بحر اس سے ہو پیدا بقاے دل
گلگون ہوا ہی پردۂ دل رنگ عشق سے — ہی قد پہ تیرے حسن کے زیبا قباے دل
خاشاک عشق غیر سے رکھ پاک صاف اے — خلوت گہ نگار رہی عشرت سراے دل
پیدا اگر ہینگے دولت دیدار یار ہم — تو اسے جو سایہ سر پہ ہمارے ہماے دل

مسکین راہ عشق مین ممنون اسکا ہون
خضر طریق اپنا نہین ہی سواے دل

حقیقت مین ہی عرش کبریا دل — ارے ظالم ہمارا مت جلا دل
ہوا جب عشق مین تیرے فنا دل — بنا گنجینۂ نقد بقا دل
جو پاوے فیض سے اسکے صفا دل — رہیگا یار کا خلوت سرا دل
تو اے دلدار اپنا دلربا ہی — کرین کیونکر نہ ہم تجھ پر فدا دل
ہوی چشم بصیرت اسکی روشن — لیا گر خاک پا سے توتیا دل
بتون کے عشق مین جلنے کے لایق — مرا دل ہی مرا دل ہی مرا دل

دل ازاری بتون کی دیکھ مسکین
ہوا ناحق مرے سے کیون خفا دل

بلبل کتین بہال لیا ہی عطاے گل — زردار گل ہی کیون نہو بلبل گداے گل
ہووے اگر بسیر چمن گلبدن مرا — ہو جاوے چاک عشق سے اسکے قباے گل
لیا اپنے لالہ رو کی گلی مین جاوین ہم — بلبل چمن مین دوڑ سے آیا براے گل
جب کاروان بہار کا ہو راہی عدم — اس قافلے کو دیویگا رونق دراے گل

دل عاشقونکا عشق کی دولت عجب غریب
باغ جہان مین فراغت ہی تیری بجاے گل

مسکین گل زمینِ سخن مین بفیض طبع
شاخ قلم سے اپنے بھی ہین بیخ بناے گل

وہ ساقی گلفام مجھے دیوے اگر پھول
جاویگا خوشی سے مرا دل اور جگر پھول

یہہ عشق کا گلشن ہی سمجھہ کر تو قدم رکھہ
جون خار جگر دوز ہی اس باغ کا ہر پھول

گلچین جو چنا پھول تو آنکھہ اسکی ہوی گر
بلبل کا تھا اس باغ مین سب نور نظر پھول

بلبل کے ترانے سے ہی پھل نظر آیا
کیون پھولے نہ فرحت سے کہ ہی صاحب زر پھول

آہن ہی سا میرے یار کا دل اسکا ستم گل
جون بیضۂ فولاد کے بنتے ہین شرر پھول

مسکین ورق گل سے سبق حفظ کرونگا
مانند گلستان ہی میرا نور نظر پھول

سیر گلشن کے لئے ای ساقی گلفام چل
بہر صید بلبلان گیسو کا لیکے دام چل

دیکھینگے جا کر چمن مین یار دور جام چل
زیب دیتی ہی وہان بیشک مئی گلفام چل

ساتھہ تیرے ہم بھی ہین ای گردش ایام چل
جل گئے ہین ہم نہین جلنے سوا کچھہ کام چل

منزل مقصود کی صورت نظر آتی نہین
تھک گئے ہین کیا کرین ہم صبح سے تا شام چل

نفس کے توسن کو تو قطع امل سے رام کر
کفر ہی درویش مذہب مین کسیکے ابرام چل

کب تلک بیٹھی رہے گوشے مین جون زاغ کمان
ابر سے خمدار اب تو ہوگئی صمصام چل

ناتوانی خوار مت کر اس بیابان مین مجھے
مین حریم یار کا باندھا ہون اب احرام چل

دخت رز کی شیخ مینا سے جدائی اختیار
پاس یارون کے بشکل و حسن خط جام چل

نرگس بیمار کے غم مین ہو مایوس دل
باغ مین جا دیکھینگے ہم نرگس بادام چل

رمز سے کہتا ہے مسکین تا نہ ہو بھید آشکار
سیر گلشن کے لئے یار سیم و لام چل

مہجور جب سے ہو گئے اس گلبدن سے ہم
تسکین دل کو دیتے ہین سیر چمن سے ہم

باطن مین ہیں ... رکھتے ہین اک گلبدن سے ہم
رتبے مین کم نہ ہوینگے مرغ چمن سے ہم

اندھے کو ... سے کون ہوا کام جو بیان
تا ہوین بہرہ ور تیری چاہ ذقن سے ہم

ای خوبرو برائی مین تو بے نظیر ہے
سمجھے تجھے نیک خو بھلے کیا حسن ظن سے ہم

دریا حسن مین جو کرے غسل تو ملین
ہندوے خال کو تیرے مشک ختن سے ہم

یہ غنچہ دہن گل باغ وجود ہے
قید عدم سے نکلینگے تیرے دہن سے ہم

ہر دم ... ہے مین شراب کہن کا جام
ڈرتے نہین ہین گردش چرخ کہن سے ہم

اس شہر خامشان کا ہے مسکین ہمکو یاس
محشر کی صبح ورنہ بتاوین کفن سے ہم

ملتے تھے آسمان پہ شمس و قمر سے ہم
افسوس ہے کہ گر گئے تیری نظر سے ہم

چھوڑینگے اب جہان کو جب چشم تر سے ہم
دامان دل کو یار بھرینگے گہر سے ہم

حالانکہ مرغ دل تھا فلک سیر ای صنم
پہنچے نہ تیری بام پہ اس بال و پر سے ہم

شوق وصال مین تیرے طی کرکے راہ دور
احوال کچھ تو پوچھ ابھی آئے سفر سے ہم

مانند موے زلف پریشان ہین پیچ مین
جب سے ملے ہین اس صنم مو کمر سے ہم

جو نخل بے ثمر ہو وہ خرم نہال ہے
باران سنگ دیکھے ہین اپنے ثمر سے ہم

مسکین ہم کو ننگ ہے وا ہم سوال سے
لیتے ہین توشہ اپنے ہی لخت جگر سے ہم

بندہ ہون اک صنم کا مین اللہ کی قسم
کہتا ہون اور اسکے سر راہ کی قسم

نامے مین جو لکھا ہی وہ لا ریب فیہ ہی
جھوٹی نہین ہی تیرے ہواخواہ کی قسم

دست تطاول اسکا اسی قد ہے بہی دراز
زلف سیاہ کو مین دیا آہ کی قسم

گر سالکان راہ کو مطلب یہ ہو نظر
ہر دم مین کھاؤن اس الگمراہ کی قسم

مسکین روز حشر اگر وہ جلایگا
خورشید کو بھی دونگا مین اس ماہ کی قسم

دل مین بھرا ہی اپنے کسی گلبدن کا غم
بلبل کی طرح کھاؤن مین کیونکر چمن کا غم

ظاہر ہی نزد اہل صفا جوے شیر سے
شیرین کے دل مین بھی ہی بھرا کوہکن کا غم

غربت کے دشت کا اسے ہرگز نہین خیال
دل اپنا کھا رہا ہی عزیزان وطن کا غم

مین اپنے نونہال کی الفت سے ہون نہال
فرخندہ تجھکو قمری ہو سرو و سمن کا غم

دونون جہان مین ہی مجھے تجرید دلپسند
مسکین اس لئے نہین مجھکو کفن کا غم

ہمیشہ مہد راحت مین پلے ہم
صد افسوس اب سفر کرتے چلے ہم

جلاتی ہمکو تو اے برق جانسوز
بتون کے عشق مین دائم جلے ہم

بسا دیوانہ پن ہی عین دانش
سر شوریدہ اس در پر ملے ہم

بھرا ہی دل مین غم اس بات کا آہ
یہان سے ہاتھ خالی لے چلے ہم

صنم اپنا ہوا مسکین خونخوار
بتا دین اسکو دل کے آبلے ہم

دور کر دونگا تجھے بی فکر اے خود کام کم
بادل پر غم گیا ہی چھوڑ کر یہان جام جم

دم بدم کیونکر نہو وے ہمدم دل کو اشتیاق
بند و گیسو کا ترے وسے رہا ہی دم بدم

ڈھنگ سے تیرے ہی غنچے کا یہان ہی خون جگر
کم لیا ہرگز نہین تو نے ای بت گلفام فہم

گر پرو حشی بھاگتا تھا دشت مین ہر گام سے
سر سے گو ہذا اب اہل دنیا سے کیا ہے رم

یہان سفینہ صبر کا ڈوبا رہی مسکین مجھے
موجش مین لائی ہی غم کا گردش ایام ہم

مے پرستو تمکو نہین گردش ایام سے کام
حلقہ بزم مین ہی انکو مے و جام سے کام

مین ہون مے خوار ربط و قلقل مینا کا بیان
کاہیکو پوچھون کہ ہی دینے مجھے کام سے کام

ہمکلامی کی جو دولت تھی گئی ہاتھ سے آہ
رات دن ہی مجھے اب تیرے لب بام سے کام

زلف کے تیری دیوانے ہین تمام اہل خرد
مرغ زیرک کو بھی واقع مین ہی اس دام سے کام

کڑوی باتو نہین تیری ہی مزہ شیر و نبات
اس لئے دل کو مرے ہی تیرے دشنام سے کام

مانع الخیر جو مینا کی کرینگے نفرین
ہمکو مسکین رقیبون کے نہین نام سے کام

ہوسے کمر کو اسکے ملی شاہی عدم
ہم اسکی آرزو مین ہوسے راہی عدم

آتش مین زندگی کی جو جلنے لگا یہ دل
حل کر دی مشکل اسکی ہوا خواہی عدم

ہستی کا باغ جسکے لئے خار زار ہو
اسکو بچا وے رنج سے گمراہی عدم

عقل رسا سے یار تک اس کا خیال کر
طول امل کے ساتھ ہی کوتاہی عدم

ان دو کے امر وہی مین معذور کینا کرے
اک امر وجود کرنا ہی عدم

لاہوت کے ہین بحر مین دو طرفہ صیدئے
یک ماہی بقا ہی دگر ماہی عدم

مسکین بہ رسبقے نظر کر مآل ہم

ناقص عیار آوے نظر امتحان مین

کس شک بھرے ہین تو عالم سراغ مین
پاتے نہین ہین ذرے کو بھی ہم فراغ مین

اب تو گل سے نکہت کا نور ہی عیان
کس شمع رو کا نور ہی روشن چراغ مین

آزرتا ہی رنگ پھولونکا گلچین کے خوف سے
آزاد غم سے سرو صنوبر ہی باغ مین

ابرو ہی تیرے یار کی دنبالے مین اسیر
جیسی کمان سیقری ہی منقار زاغ مین

تکلیف مجھکو سیر چمن کی نہ دے رفیق
دل پھر رہا ہی یار کے اب خانہ باغ مین

دل کو برکا وشا اسکے تھی غم اور شیشے مین
کیا دخت رز کے بخت کھلے ہین ایاغ مین

سوز جگر سے شمع صفت خود بھرک گیا
کافور کا اثر ہی ہی دل کے داغ مین

مسکین حسن موت بھی ہی اک عطائے غیب
بلبل کا چہچہہ نہین بانگ کلاغ مین

کوہ غم تری جدائی کا اٹھا سکتے ہین
بات شکوے کی مگر منھہ پہ نہ لا سکتے ہین

آئینہ دیکھنے کا شوق جو ہو یار تجھے
حیرت دل سے ہم آئینہ بنا سکتے ہین

اشک کے پانی سے یہہ شعلہ بھڑکتا ہی زیاد
آتش عشق کو پانی سے بجھا سکتے ہین

دائرہ تنگ ہی طاقت کا جلاجل کی طرح
نہ تو رہ سکتے ہین یہان اور نہ جا سکتے ہین

جب لب بام پہ وہ یار اوترا تا ہی پتنگ
رنگ رخ ہم بھی کبوتر سا اڑا سکتے ہین

گوشہ قاف مین ہو جاوے اگر اپنا گذر
پر عنقا کا نشان ہم بھی بتا سکتے ہین

کیون نہ مسکین ابھی ہم آہ سے بنادین کو دیم
آتش عشق مین جب دل کو جلا سکتے ہین

ہمسانے جب گیا وہ شوخ شہر آشوب دریا مین
لگا امواج سے ہونے تلاطم خوب دریا مین

جدائی ہاتھ جو پایا جب میرا محبوب یامین
لکھائی تجھ سے ہر جان دیا محبوب یامین

ارے خاکی نہاد اتنی محبت کمر نہ ساحل سے
گہر مقصود کا ہرگز نہ کر جا ڈوب دریا مین

بطل کو جو دیکھا دل مین اسکے یون الہی
برنگ بط شناور ہی میرا محبوب یامین

تامی بحر و بر کو غم سے میری یوسف کا گم راہی
ستاتا بلبلاہی دیدۂ یعقوب یامین

تری گیسو کی پرچھائین ہے پانی مین ہوا روشن
کہ ناگن کھول کر دل کھیلتی ہی خوب یامین

ہوس مردم گیا کی وحشت بیابا مجھکو کردی ہی
نہین اے مردم آبی میرا مطلوب دریا

روش ہے جو وہ کی صاف یون معلوم ہوتا ہی
غم ہجران سے ڈوبا ہی کوئی مجذوب دریا

جو کشتی ہی عزیز و بکی اسکو آگ لگتی ہی
ہی قسمت کے طوفان کا ہوا اسلوب یامین

عزیز و معنی بیگانہ گوہر کے برابر ہی
کہ غواص خرد لاتا ہی اسکو ڈوب یامین

لکھا نامہ تو سیلاب اشک کا یون زور پر آیا
روانہ ہوگیا مسکین کا مکتوب دریا مین

جاؤن تیرے سراغ مین مین بے خبر کہان
بینا نہین ہی چشم تو آوے نظر کہان

اے دل سفر کا قصد ہی نہ او سفر کہان
برباد زندہ عمر کیا بے خبر کہان

دعوی کرے جو عشق کا زاہد تو پوچھئے
لب خشک و دیدہ تر و سوز جگر کہان

دل مین تھا کوہکن کے یہی نقش کا لجحر
لیجاوے جو شیر کو آب بتر کہان

مقتل مین آج بے سر و سامان پڑے ہین بے
سامان کہان ہی یار شہید و نگاہ سر کہان

مسکین اُسکے گھر کا پتا جانتا نہین
لیجاوے میرے نامے کو پھر نامہ بر کہان

منظور اس صنم کے اگر بے قصور ہون
شعلے ہا جسے عشق کبھی شمع طور ہون

ای زاہدو شراب کے پینے میں کیا گناہ — جنت میں تم بھی مست شراب طہور ہون
سمجھیں اگر کہ عجز میں کیا کچھ کمال ہے — روئے زمیں کے جتنے سلیمان ہیں مور ہون
ہو یار رحمت اسکا سبب گو رہے سپید — ناری بھی چاہیے وہ تو گل باغ نور ہون
مر جاویں تو قبول ہے ہو وے رہی چاہیے — نزدیک ہم سے یار ہی ہم اس سے دور ہون

مسکین عشق اسکا کرے جسکو بہرہ مند
غائب بھی ہوویں اس سے تو عین حضور ہون

عمر سب بھرتا رہا آخر تیری منزل کہاں — بوجھ تیرے سر پہ ہے آسائش یہ مشکل کہاں
مزرع عقبیٰ میں تھی مدت رہا حاصل کہاں — اب چلا ہے چھوڑ کر گھر دار ای غافل کہاں
گل زمین و بہر مین پانی ہے سب نذر بہار — گھر بنانے کے لئے گلشن میں آب و گل کہاں
دل سے ہمکو کیا علاقہ وہ تو تیری ملک ہے — بیدلوں کو دیکھ کر مت پوچھ دلبر دل کہاں
سیر گلشن میں چمن میں محو یاد زلف و روئے یار — سنبل و گل کی طرف خاطر سری مایل کہاں
یار سائے کی طرح ہمراہ ہم تیرے رہیں — چھوڑ کر ہمکو چلا ای رونق محفل کہاں

خاک ہونے کو وہ سمجھا بالیقین آب حیات
معرکے میں عشق کے مسکین سا بزدل کہاں

روئے زمیں پہ قطرہ اشک چکیدہ ہون — جاؤں کہاں کہ میں تہ دامن کشیدہ ہون
غفلت میں ساری عمر کٹی بے خبر رہا — باغ جہاں میں ثمر نارسیدہ ہون
کاکل سے جا ملوں صنم کجکلاہ کے — میں رخ شسنی سے بخت کی زلف بریدہ ہون
دیکھ آدمی کی شکل چھپا وا نہوں ہوں کیوں — آہو کی طرح وحشت میں وحشی رمیدہ ہون
ای باغبان نظر سے تو اپنی نہال کر — باغ جہاں میں شجر نو دمیدہ ہون

پہلو مین میری بانٹ گئے تم نقش بورِیا — یاران لبِ نان کا غذ مسطر کشیدہ ہون
گُل کا بھی پیرہن ترے غم سے قبا ہوا — تنہا نہ تیرے غم مین گریبان دریدہ ہون
در پا دلی سے دیجئے مجھکو دو چار جام — ای میکشان بزم مین محنت کشیدہ ہون
پھرتا تھا زندگی مین بہر کوے در بدر — اب خاکِ راہِ یار ہو آرمیدہ ہون

مسکین اگرچہ باغِ علائق مین ہون ہرا
طول امل کے قطع سے شاخِ بریدہ ہون

چھوڑ کر در ترا کہان جاؤن — ہی ٹھکانا ترا جہان جاؤن
سر بسر عرصۂ زمین ہی تنگ — دل مین آتا ہی آسمان جاؤن
جب مکان سے دل اپنا اکتا وے — کیون نہ مین سوے لامکان جاؤن
دل پرخون ہی اپنا دستۂ گل — لے کے یہ اُس پاس ارمغان جاؤن
بامِ اُسکی ہی آسمان رفعت — آہ کا لیکے نردبان جاؤن
مین ہون دیوانہ اُسکی زلفون کا — پیر مین پہن بیڑیان جاؤن
یار کے گھر کو گم کیا ہون مین — کیا کرون ہاے مین کہان جاؤن
دارِ فانی سے دل ہوا بیزار — کیون نہ آیا جہان سے وہان جاؤن

بیخودی گر مدد کرے مسکین
اُس سے بے یار کا نشان جاؤن

دیکھے جو سیر باغ مین اُس گلعذار کو — شرمندہ پاوے دیدۂ نرگس بہار کو
پاؤن اگر شگفتہ گلِ اعتبار کو — گلشن کے آشیان مین دیکھو نگا خار کو
نکلے وہ شہسوار میرا جب شکار کو — بتلادون پہلے مرغِ دلِ بیقرار کو

باد خزان سے غنچۂ دل یہان شگفتہ ہی
میرا سلام بولئے فصل بہار کو

اس راہ مین جدہر سے گذرے وہ صنم کبھی
مین نے لگائی شاخ گل انتظار کو

کیا باغ حسن و عشق کی خاصی بہار ہی
وہ ڈہونڈہتا ہی مجھکو مین اس گلعذار کو

وے سالکان راہ جو ہین طالب صفا
پاوینگے ہر دیار مین چادر دیار کو

مسکین ہی ضرور رسا ہوا ر اشک
یہہ نقد جان و دل ہین کافی نثار کو

چمن مین پہیلی ہی کس یار گلبدن کی بو
کہ اُس کے آگے ہی ناچیز یاسمن کی بو

کرے ہی گل کو خجل یار کے دہن کی بو
سیاہ خال مین ہی نافۂ ختن کی بو

غبار خط سے جو بوے عبیر آتی ہی
ہی اسکے گال مین نسرین و نسترن کی بو

عرق سے اسکے گلابی جہلک مجھے آئی
کہان ہی عطر گلابی مین اس بدن کی بو

ای نی سوار ذرا تہام لے عنان اپنی
کہ تیرے چہرے سے آتی ہی بانکپن کی بو

نہین ہی شوق مجھے یار نکہت گل کا
مرے دماغ مین ہی تیرے پیرہن کی بو

ہی باغ عشق مین مسکین بنام ذات پاک
کہ جس سے آتی ہی عارف کو پنجتن کی بو

پڑہا کرتے ہین ہم دلبر تیرے چہرے کے قرآن کو
عجب کیا ہووے غم اُس بات کا ہر نامسلمانکو

طریق صلح کل مین تو نہ ڈہونڈہ جای یاران کو
جلادے رشک کی آتش مین کافر و مسلمانکو

مچادے شور گل کے عشق مین وہ ایک البا
اگر صورت تیری آوے نظر مرغ گلستان کو

سنا دلبر کہ اسکے غم کی جہائی کہین سینے
کہا ہنسکر جو خوش قسمت ہو پاوے ایسے مہمان کو

بغل مین یار کی جا خاک پر اپنا لگا بستر
ہوا مین چہوڑ دے اُڑتا ہی تخت سلیمانکو

جو تیرے لعل لب کی آبداری اسقدر ہووے
بجا دیوے یقیناً آتش لعل بدخشان کو

تراشا اسکو بناؤن تا سخن کے زلف کا شانہ
مین بحر فکر سے پیدا کیا اک شاخ مرجان کو

کیا ہے جا اپنی دانش کو وہ جون معیار نیک و بد
سخن بھی آزماوے جودت طبع سخندان کو

مجھے یہان کس بہار کا جادو نظر آیا
جو وجد و حال مین دیکھا تری زلف پریشان کو

چمن مین حسن کے یہ عشق بھی اک نگ رکھتا ہی
گل نرگس بنایا یار مین نے چشم حیران کو

حقیقت مین ہی مسکین روضۂ رضوان کا بانی
عجب کیا جو لکھے برجستہ پھر وہ ایسے دیوان کو

کب مین سمجھا تھا ان آنکھون سے گہر پیدا ہو
چہرۂ زرد سے عشاق کے زر پیدا ہو

آنکھے اس دور قمر کے نظر آیا ہے سم کر
آخری دور مین اک شق قمر پیدا ہو

وہ مسافر ہون نہین میرے سفر کا انجام
خاک منزل سے میری برگ سفر پیدا ہو

ساقیا جب تو چلا جاوے حریفان سے وہین
حلقۂ بزم سے اک دیدۂ تر پیدا ہو

سرو آزاد اگر باغ جہان مین پھولے
نخل امید سے اپنے بھی ثمر پیدا ہو

نفی مین غیر کی ہی گلشن اثبات کی سیر
لا کی ترکیب سے اک روزن در پیدا ہو

بحر غم سا تمہی لیکر وہ گیا دنیا سے
خاک مسکین سے بھی اک دیدۂ تر پیدا ہو

بخت پھرتے ہین مرے بد گردی اختر کے ساتھ
ہی زحل مریخ کا تابع میری جگر کے ساتھ

بخت خواب آلود رہتا ہی میرا بستر کے ساتھ
خواب مخمل جا ملا ہی اسکے بالش پر کے ساتھ

بخت میرا خواب سے ہشیار ہو محشر کے ساتھ
صبح محشر مین ہلاؤن اسکا شانہ ٹھوکر کے ساتھ

قد قیامت ہی قیامت جا تو گورستان مین
گور سے مردے اٹھینگے تیری اک ٹھوکر کے ساتھ

بے سروساماں ہیں ہم سے نزار اے پیر چرخ
سروری کا زعم ہو جسکو اترے بے سر کے ساتھ

دفتر شیریں کلامی ہووے توام کہیں
تازہ گویاں ہی جو ملجاویں سخن ور کے ساتھ

رشتۂ جاں سے میں کر کے نقش نامہ سیکو لکھا
نامہ بر لیجا مرا مکتوب اس مسطر کے ساتھ

خانہ بر دوشی کا یہ نادر کرشمہ دیکھئے
پھرتے ہیں دیوار و در دام لگے اس گھر کے ساتھ

عشق کا صحرا ہی مسکیں کمیت ہی تلوار کا
سر مسافر کا اترے جھٹکے سے یہاں ہر سر کے ساتھ

دلدار ہو گیا ہی جفاکار واہ واہ
بھولا ہی اپنے لطف کا اقرار واہ واہ

کبکان بھی کوہسار میں تقلید سے تری
سکھلا رہے ہیں گرمی رفتار واہ واہ

کیوں کفر کی رسوم میں اسلام قید ہی
تسبیح میں اپنے پائے ہیں زنار واہ واہ

نوکِ مژہ سے سینۂ پرخوں چھد گیا
کانٹوں سے بھر گیا ہی یہ گلزار واہ واہ

حال اسکا کیا سبب ہی پریشاں اس طرح
شانہ پوچھتا ہی طرۂ طرار واہ واہ

زردار گل ہوا باغ میں اک خسرو چمن
اب بک رہا ہی بر سر بازار واہ واہ

از بہر بندگی ہمیں پیدا کیا خدا
ہم ہو گئے صنم کے پرستار واہ واہ

مر کر ترے فراق میں اب یار اپنے ساتھ
جاتے ہیں لیکے حسرت دیدار واہ واہ

ہی طرفہ گل شگفتہ گلستان عشق میں
کہتا ہی میں بھی گل ہوں ہر اک خار واہ واہ

مسکیں جو دید یار سے دل خونریز ہی
وار و نہیں ہی اب اسے درکار واہ واہ

ناز و نخوت زیب دیتی ہی تجھے اے کجکلاہ
تو ہی ہی سلطاں رے سینوں کا جہانیں بادشاہ

ہی صنم سے بیر نفرت شیخ کو حق کی پناہ
رکھ غبار کینہ دل میں وہ کرے نامہ سیاہ

خال مشکین کی محبت مین ہوا مین روسیاہ
تیرے چشم صنم ہوویگی میری عذرخواہ

رنگ خون ہو اسکے عمر خوف سے اڑ جائیگا
کون کشتونکا تیرے محشر مین ہووے پھر دادخواہ

گر سیاہی میری قسمت کی یونہین بڑھتی رہے
خون دل و نالہ جانسوز ہوگا دود آہ

دیکھین جب صورت میری مرقد مین آ منکر نکیر
بولین یہ سرنشت ہی مستونکی پرسش ہی گناہ

دیکھ کر برگشتگی اسکی صفت مژگان کی ہم
ترک چشم مست کو سمجھے امیر بے سپاہ

صوفیونکو بت پرستی کا جو پیدا ہووے ذوق
بتکدہ دنیا مین ہو جاویگا ہر اک خانقاہ

حسن کی تیرے گلو سوزی نہین ہی قند مین
خواہ سادہ یا مکرر دونون ہین تیرے گواہ

کاسہ دریوزہ لیکر ہاتھہ مین ای فیض بخش
آتے ہین شام و سحر درگہ مین تیری مہر و ماہ

ترک می نوشی کا مسکین اسلیے ہی دلمین خیال
اب مزاج نرگس بیمار ہوگا رو براہ

کوے قاتل کی طرف اب مین چلا بسم اللہ
ہر لب زخم سے آویگی صدا بسم اللہ

آبرو ساتھہ مین دنیا سے اٹھا بسم اللہ
مینے جان اپنی کیا تجھہ پہ فدا بسم اللہ

مومنو بات جو سمجھین تو ہون ہم شادی مرگ
لب شمشیر کے نیچے ہی گلا بسم اللہ

تیری تکبیر سے ہوویگی شہادت حاصل
ذبح کے وقت تو کہہ بہر خدا بسم اللہ

شب ہجور جدائی سے ہی دل کو وحشت
آئی ہی سر پہ مرے کالی بلا بسم اللہ

جتنا منظور ہو تو جور و جفا کر ہم پر
تجھہ سے ہم باندھے ہین خوش عہد وفا بسم اللہ

لخت دل اے خون جگر اسکو کھلا اور پلا
غم کا مسکین ہوا عہدہ برآ بسم اللہ

دل عشق سے اک معدن سیماب ہی اللہ
بے چین ہی بے صبر ہی بے تاب ہی اللہ

اس باغ مین ہی عیش کی ہر چیز مہیا
وہ یار مگر گوہر نایاب ہی واللہ

خورشید ہوا تیری رو انور جبین سے
انکھون مین میری چادر مہتاب ہی واللہ

آگے تیرے لب کے ای صنم لعل بدخشان
بے نور ہی بے رنگ ہی بے آب ہی واللہ

مسکین جو ہی کشتہ ابروے دل آرام
پانی سے اُسی تیغ کے سیراب ہی واللہ

اپنا وطن تجھے بھول گیا کیا ستم ہی یہہ
ہی خوش تو جس مکان سے زندان غم ہی یہہ

دار فنا سے نکلے ملک عدم ہی یہہ
ویران قید خانہ خدا کی قسم ہی یہہ

جف القلم تیرا تو جو اہر رقم ہی یہہ
تقدیر خیر و شر جو ہی تیرا کرم ہی یہہ

دولت ہی زندگی کی سمجھ یار خیر محض
شکر خدا کرے تو ہر دم تو کم ہی یہہ

اس چشم نیم خواب کی طاعت ضرور ہی
ای دل سمجھ کے دیکھ غزال حرم ہی یہہ

سمجھو نہ اس سے میری محبت ہی ایک آن
پر خون دل میرا جو ہی اک جام جم ہی یہہ

روتا ہون تیرے عشق مین آہستہ و بلند
اپنے طرب کے ساز کا ہی زیر و بم ہی یہہ

دنیا ہی تلخ جس کا مزے ہین لذتین تمام
کھا مت تو شہد او شکر یار ہی سم ہی یہہ

شداد کے زمانے سے مفقود ہو گیا
باغ مراد پوچھو تو باغ ارم ہی یہہ

جس بشر کو عشق ہی انسکے جان سے
محبوب اہل صاحب جاہ و حشم ہی یہہ

جان اپنی اور اُس سے سراپا جلے ہی تا
آتش حسد کی آتش دوزخ سے کم ہی یہہ

لے کوہ و زر سرِ وہ سے ہی مین مین
قارون سے پوچھ الفت دام و درم ہی یہہ

کیونکر ہو رام اپنا وہ وحشی غزال حسن
سائے سے آدمی کے بھی مشتاق رم ہی یہہ

دم مارتے ہین عشق کا نادان بوالہوس
جو سالک طریق ہو صاحب قدم ہی یہہ

تم اسکے ہجر سے دل کو بنایا ہی بت تراش | ہزار حیف ہے شیخ ہی اپنا صنم ہی یہ

ہی ساقیان نظم تم سمجھو اسے بہتر
مسکین ہی نوشت میں شیرین قلم ہی آج

تیرے ہنسنے پہ ادا لوٹ گئی | خندۂ گل پہ صبا لوٹ گئی
لعل و گوہر کا وہ ہی معدن | لب و دندان پہ صفا لوٹ گئی
شرم اس آنکھ میں ہی گر تشنہ تیز | اس نظارے پہ حیا لوٹ گئی
اس کے فردا میں قیامت تھی نہان | حسن وعدے پہ وفا لوٹ گئی
جام تلخ اجل ایسا میں پیا | اس حلاوت پہ قضا لوٹ گئی
دیکھی جب خلد مغیلان اس پر | میرے مرقد پہ ہوا لوٹ گئی
حال از بس تھا پریشان میرا | دیکھ وہ زلف دوتا لوٹ گئی
جب لحد میں مجھے سوتے دیکھی | خواب شیرین پہ تھا لوٹ گئی

دیکھی مسکین کو جب غرق گناہ
رحمت آنا تم خدا لوٹ گئی

دل میں صورت تری سمائی ہی | دیر میں جلوہ خدائی ہی
شاخ مرجان کو جو نہال کیا | یار کا پنجہ حنائی ہی
یاد حق سے جدا کرین دل کو | ان بتون میں یہی برائی ہی
خون پیتے ہین ہم بط می کا | واہ کیا رنگ پایا سائی ہی
آج دعوت کرو حریفون کی | دختر رز کی کتخدائی ہی
اسکے چہرے میں کیا ملاحت ہی | زخم دل پہ نمک لگائی ہی

ہوں کسی خوبرو کا میں عاشق
اس میں کس بات کی برائی ہے

گل عارض پہ اسکے زلف سیاہ
شاخ سنبل ہے پیچ کھائی ہے

دشت غربت میں پا و ررفتار
سرخار اور برہنہ پائی ہے

آتش عشق میں جلا دل کو
خوب نسخہ یہ کیمیائی ہے

مرگ انبوہ میں بھی ہے اک جشن
وہی مرتا ہے جسکی آئی ہے

اسکے در کی ہوا ہے مسکین خاک
واہ کیا شوق جبہ سائی ہے

بلبل جو پیا ابر گہربار کا پانی
پاکیزہ ہوا اسکے بھی گفتار کا پانی

یوں شعلہ آواز سے اب جلوہ نما ہے
بلبل کو موافق ہو اگلزار کا پانی

میں خضر سا دیوانہ نہیں آب بقا کا
درکار ہے مجھکو تری تلوار کا پانی

جوں بادہ گلگوں جو مرا خون جگر ہے
ہو ویگا تری نرگس خونخوار کا پانی

ہو گرم اگر وہ خنجر زنگ کی مانند
باقی نرہے ساغر سرشار کا پانی

سرچشمہ رحمت سے ہیں شاداب جز وکل
ہے فیض کے چشمے سے گل و خار کا پانی

سلک در دندان کی جو تعریف بیان ہو
ہر نظم میں پاوین در شہوار کا پانی

اس سرو روان کی ہوں محبت کا میں کشتہ
نہلانے کو درکار ہے انہار کا پانی

گرمی کو کریں کیا کہ ہوا گرمی ان کی
دوزخ میں ہے آ دہ گنہگار کا پانی

بے تاب گر پاوین مرے حلق کو دم تیغ
یاران مجھے دو شربت دیدار کا پانی

یوں بادہ گلگوں سے اگر سر ہو تر اگرم
یک آن میں سوکھے گل دستار کا پانی

دوزخ جو پیاسا ہو ... کی مسکین

دونگا مینا سے دیدۂ خونبار کا پانی

یاد آتی ہی جو وہ زلف گرہگیر مجھے
دیکھہ دیوانگی پہناتے ہین زنجیر مجھے

اور تو دور ہی تیری جان گنوانے کے سوا
اور تو کچھہ نظر آتی نہین تدبیر مجھے

جب سے دل چاہ زنخدان ہین ہوا اپنا اسیر
لا پھنسائی ہی عجب قید مین تقدیر مجھے

میرے طالع مین ہی اقبال سکندر آخر
حیرت دل کرے آئینۂ تصویر مجھے

غم دنیا سے کیا شیشۂ دل مین خالی
اک پری زاد کی مطلوب ہی تسخیر مجھے

در سے یار شکر لب کے چلا ہون مسکین
نزع کے وقت پلاوین شکر و شیر مجھے

جگر مین ستم اثر ہی رہے رہے نہ رہے
ہمیشہ خاک بسر ہی رہے رہے نہ رہے

شب فراق کی سختی سے جان لب مین ہوا
چراغ وقت سحر ہی رہے رہے نہ رہے

ہی طفل دل مرے پہلو سے زور ای افسوس
بتون کی اس پہ نظر ہی رہے رہے نہ رہے

در یتیم کے غواص ہتے ہین جو یا
صدف مین لولوے تر ہی رہے رہے نہ رہے

بہار باغ مین آئی ہی بہمان بلبل
اسے خیال سفر ہی رہے رہے نہ رہے

لیا ہی چشم مین گوہر کی شکل جو مسکین
یہہ اپنا خون جگر ہی رہے رہے نہ رہے

سراپا اُس کا سیمین تن ہوا ہی
عجب ہی دل فقط آہن ہوا ہی

میرا سینہ جو یون گلشن ہوا ہی
گلی کا یار کے گلخن ہوا ہی

بیان میرا جو یون روشن ہوا ہی
سخن اک فیض کا معدن ہوا ہی

رخ رخشان ہی تیرا ماہ تابان
سیہ خط ماہ کا خرمن ہوا ہی

نظر سے اسکی مین جلکر ہوا خاک / چراغ بخت ابھی روشن ہوا ہی
میرے خون روان کو دیکھ قاتل / کہ جانِ قلب بھی مُردن ہوا ہی
کدھی آتا نہین میری طرف یار / مگر مرکب تیرا توسن ہوا ہی
زبس کھایا ہی تیرین اُس نگہ کی / میرا دل شکل پرویزن ہوا ہی
صفاے دل ہی اقبالِ سکندر / ہی آئینے سے روشن ہوا ہی
کباب نرگسی کیون کر ہو دل / شراب عشق کا برتن ہوا ہی

ہوا ہی مردہ دل مسکین ای یار
لہذا قابل کشتن ہوا ہی

جس طرح پارہ رگِ سنگ مین نشتر ٹوٹے / سخت جانی سے ترے کشتہ کی خنجر ٹوٹے
ترک پرواز کیا جاؤنگا اب چرخ پہ مین / وہ پرندہ ہون کہ اُڑنے سے میرے پر ٹوٹے
صف مژگان سے تیری دل کا ہوا کام تمام / حال کیا ہوویگا یک تن کا جو لشکر ٹوٹے
شمع کی تیز زبانی پہ عجب ہی بہ ضبط / راز دل کرتی ہی افشا تو ابھی سر ٹوٹے
تھی نگہ اسکی مگر زہر ہلاہل سے بھری / چشم گلچین سے رگ گل مین بھی نشتر ٹوٹے
چشم مخمور پہ تیری جو پڑی اُنکی نگاہ / خوشے انگور کے منہ دیکے سراسر ٹوٹے
میرے خورشید لقا کا جو ہوا غلبۂ نور / جون شہاب اسکے نظر کرنے سے اختر ٹوٹے
تیرے اُٹھنے سے شکستہ ہو کیونکر یہ دل / جب قیامت ہو عیان سد سکندر ٹوٹے

اب بھی عشق کی تیزی ہی بیان سے باہر
دل مسکین کا کون اُس سے نہ ساغر ٹوٹے

کلبۂ تار مرا یار شبستان ہی ہی / دل پُر داغ جو تھا سرو چراغان ہی ہی

سیرِ گلشن میں مرا سروِ خراماں ہی ہی
شہر آشوب ہی اور فتنۂ دوراں ہی ہی

ہو گیا سینہ پہ خونِ جو بلبلانِ گلشن
دلِ پُر نالہ مرا مرغِ غزل خواں ہی ہی

جوہری دیکھ تری سرخیٔ لب کہتے ہیں
خونِ عاشق سے بنا لعلِ بدخشاں ہی ہی

نافۂ مشکِ ختن اُسکے ہر اک چین میں دیکھ
وہ جو مشہور ہی اک زلف پریشاں ہی ہی

حسن اور عشق کی تصویر بنا دیں تجھکو
رخ خنداں ہی یہی دیدۂ گریاں ہی ہی

تیرے بیمار کو تختے پہ نجھا لوگ کہے
تختۂ مشقِ دل آزار طبیباں ہی ہی

ای مسیحا ترے در پر ہی کھڑا مسکین آج
لطف سے دیکھ اُسے طالبِ درماں ہی ہی

جب سے میرے دل پہ نقشِ صورتِ دلدار ہی
حیرتِ دل سے مرا تن نقش بر دیوار ہی

جب سے تیرے حسن کی یہاں گرمیٔ بازار ہی
یوسفِ مصری زلیخا کی طرح بیمار ہی

نرگسِ مخمور تیری بے طرح بیمار ہی
خونِ عاشق کی شراب اُسکے لئے درکار ہی

آنکھ میں آ کی جنمیں قطرہ بنا دے بحرِ ژرف
اشکِ بلبل سے نمایاں جلوۂ گلزار ہی

بختِ گل کے کیا کھلیں ہیں دیکھ لے ای عندلیب
اب گلِ اقبال اُسکا گوشۂ دستار ہی

رشتۂ مریم بھی جا کر مانگ لاؤ دوستو
سوزنِ عیسیٰ ہمارے زخم کو درکار ہی

گردشِ چرخِ فلک کا کچھ مجھے پروا نہیں
ہاتھ میں ساقی کے حاضر ساغرِ سرشار ہی

تو خودی سے در گذر مسکین تا پاوے مراد
یہاں حجابِ وصلِ جاناں پردۂ پندار ہی

بلبل چمن میں ہم بھی باغِ ارم سے آئے
مستِ شرابِ الفت ہو جامِ جم سے آئے

مجلس میں عشق کی جب میں خلق کو بلایا
دیکھا تو سب یہاں تھے دیر و حرم سے آئے

بیے دو گواہ کافی واجب کی ہستی ہین
موجود بود و عالم ملک عدم سے آئے

جب وہ بستان فرقت اسکی زبان پہ آیا
نالے ہزار بیرون فی نال قلم سے نکلے

اصلی وطن ہمارا ای یار ہی بہت دور
لکن کے بھیس مین ہم ملکِ قدم سے آئے

مسکین میکشان سے ہے دور میکدے سے
ای دختِ رز ترے لئے لطف و کرم سے آئے

غمزے سے مین ہے چال ہی تیر خدنگ کی
ابرو مین یار کے کاٹ ہی تیغ فرنگ کی

نرگس کا تیری رنگ تو سرخ و سیاہ ہی
رنگ آخرش نگار ترے گی الفت دو رنگ کی

اس یار سنگدل سے مرا کام ہو درست
رغبت ہی دل کے شیشے کو ای یار سنگ کی

الفت مین اسکی ہم تو خیال سے ہو گئے
پاتے ہین خط سبز مین تاثیر بنگ کی

اس ترک چشم کی مین شجاعت سے دنگ ہون
لشکر مژہ کا پھر گیا طاقت ہی جنگ کی

مسکین اُس دہن کا پتا فہم سے ہی دور
حیرت مری نظر کی رسائی کو تنگ کی

اقرار ہمارا ہی یہی اپنے صنم سے
جب دیر سے چھوٹین تو ملین اہل حرم سے

ویرانہ دنیا سے چلے ہین ترے عاشق
آباد ہوا شہر خموشان ترے غم سے

اس باغ مین ہم چھوڑ کے جاوین ان خون
یان زیر فلک جام نشانی رہی جم سے

کیا مردمک چشم مرے سبز قدم مین
طوفان کا سامان ہوا انکے قدم سے

اس نقل مکان سے گھبراتے نہین عاشق
جاتے ہین نئے در دار بقا ملک عدم سے

غوطہ لگا یا یہی گوہر شہوار
آتی ہی شب و روز صدا یون لب یم سے

مسکین سبے اشعار مین ہی بوے حقیقت

خال مشکین کی محبت مین ہوا مین جو سیاہ
آہوے چشم صنم ہووے گی میری عذر خواہ

رنگ خون دامن سے تیرے خوف سے اُڑجاےگا
کون کشتونکا تیرے محشر مین ہو پھر دادخواہ

گر سیاہی میری قسمت کی یونہین باقی رہی
خون دل و نالہ جانسوز ہوگا دود آہ

دیکھین جب صورت میری مرقد مین آ منکر نکیر
بولین یہ سرمست ہی مستونکی پرسش ہی گناہ

دیکھ کر برگشتگی اسکی صفت مژگانکی ہم
ترک چشم مست کو سمجھے امیر بے سپاہ

صوفیونکو بت پرستی کا جو پیدا ہووے ذوق
بتکدہ دنیا مین ہوجاویگا ہر اک خانقاہ

حسن کی تیرے گلوسوزی نہین ہی قند مین
خواہ سادہ یا مکرر دونون ہین تیرے گواہ

کاسہ دریوزہ لیکر ہاتھ مین ای فیض بخش
آتے ہین شام و سحر درگہ مین تیری مہر و ماہ

ترک مے نوشی کا مسکین اسکے ہی دل مین خیال
اب مزاج نرگس بیمار ہوگا روبراہ

کوے قاتل کی طرف اب مین چلا بسم اللہ
ہر لب زخم سے آویگی صدا بسم اللہ

آبرو ساتھ مین دنیا سے اٹھا بسم اللہ
ہمنے جان اپنی کیا تجھ پہ فدا بسم اللہ

مونہ بات جو سمجھین تو ہون ہم شادی مرگ
لب شمشیر کے نیچے ہی گلا بسم اللہ

تیری تکبیر سے ہووے گی شہادت حاصل
ذبح کے وقت تو کہہ بہر خدا بسم اللہ

شب ہجر و جدائی سے ہی مجھ کو وحشت
آئی ہی سر پہ مرے کالی بلا بسم اللہ

جتنا منظور ہو تو جور و جفا کر ہم پہ
تجھ سے ہم باندھے ہین خوش عہد وفا بسم اللہ

لخت دل خون جگر اسکو کھلا اور پلا
غم کا مسکین ہوا عہدہ برآ بسم اللہ

دل عشق سے اک معدن سیماب ہے واللہ
بے چین ہی بے صبر ہی بے تاب ہی واللہ

اس باغ مین ہی عیش کی ہر چیز مہیا
وہ یار مگر گوہر نایاب ہی واللہ

خورشید لقا تیری ردا نور جبین سے
آنکھون مین میری چادر مہتاب ہی واللہ

آگے ترے لب کے ای صنم لعل بدخشان
بے نور ہی بے رنگ ہی بے آب ہی واللہ

مسکین جو ہی کشتۂ ابروے دل آرام
پانی سے اسی تیغ کے سیراب ہی واللہ

اپنا وطن تو بھول گیا کیا ستم ہی یہہ
ہی خوش تو جس مکان سے زندان غم تھا یہہ

دار فنا سے نکلئے ملک عدم ہی یہہ
ویران قید خانہ خدا کی قسم ہی یہہ

جف القلم تیرا تو جواہر رقم ہی یہہ
تقدیر خیر و شر جو ہی تیرا کرم ہی یہہ

دولت ہی زندگی کی سمجھ یار خیر محض
شکر خدا کرے تو ہر دم تو کم ہی یہہ

اس چشم نیم خواب کی طاعت ضرور ہی
ای دل سمجھ کے دیکھ غزال حرم ہی یہہ

سمجھو نہ اس سے میری محبت ہی الگان
پر خون دل میرا جو ہی اک جام جم ہی یہہ

روتا ہون تیرے عشق مین آہستہ و بلند
اپنے طرب کے ساز کا ہی زیر و بم ہی یہہ

دنیا ہی غم جسکا وے ہین اندیں نام م
کھانا ہی تو شہد اور شکر یار سم ہی یہہ

شداد کے زمانے سے مفقود ہو گیا
باغ مراد پوچھو تو باغ ارم ہی یہہ

جس بشر کو عشق ہی اسکے جان سے
محبوب اپنا صاحب جاہ و حشم ہی یہہ

جان اس سے اور اس سے سراپا جلے ہی سٹ
آتش حسد کی آتش دوزخ سے کم ہی یہہ

لے کر وہ زر سرہ دھسے ہی مین ہین
قارون سے پوچھیے الفت دام و درم ہی یہہ

کیون کر رہو رام اپنا وہ وحشی غزال حسن
سایہ سے آدمی کے بھی مشتاق رم ہی یہہ

دم مارتے ہین عشق کا نادان بوالہوس
جو سالک طریق ہو صاحب قدم ہی یہہ

نہ بنانے بہرے دل کو بنایا ہی بت تراش	بیزار جس سے شیخ ہی ایسا صنم ہی یہ

نرم کردن ۱۲

ای افلاطون نظم تم سمجھو اسے حقیر
مسکین ہی نوشت مین شیرین قلم ہنوز

تیرے ہنسنے پہ ادا لوٹ گئی	خندۂ گل پہ صبا لوٹ گئی
لعل و گوہر کا وہین ہی معدن	لب و دندان پہ صفا لوٹ گئی
شرم اس آنکھ مین ہی گوشہ نشین	اس نظارے پہ حیا لوٹ گئی
اس کے فردا مین قیامت تھی نہان	حسن وعدے پہ وفا لوٹ گئی
جام تلخ اجل ایسا مین پیا	اس حلاوت پہ قضا لوٹ گئی
دیکھی جب خار مغیلان اس پر	میرے مرقد پہ ہوا لوٹ گئی
حال از بس تھا پریشان میرا	دیکھ وہ زلف دوتا لوٹ گئی
جب لحد مین مجھے سوتے دیکھی	خواب شیرین پہ بقا لوٹ گئی

دیکھی مسکین کو جب غرق گناہ
رحمت انام خدا لوٹ گئی

دل مین صورت تری سمائی ہی	دیدہ مین جلوہ خدائی ہی
شاخ مرجان کو جو نہال کیا	یار کا پنجہ حنائی ہی
یاد حق سے بھلا کرین دل کو	ان بتون مین یہی برائی ہی
خون پیتے ہین ہم بط مے کا	واہ کیا رنگ پارسائی ہی
آج دعوت کرو حزینون کی	دختر رز کی کتخدائی ہی
اسکے چہرے مین کیا ملاحت تھی	زخم دل پر نمک لگائی ہی

یون کسی خوبرو کا مین عاشق — اس مین کس بات کی برائی ہی
گل عارض پہ اوسکے زلف سیاہ — شاخ سنبل ہی پیچ کھائی ہی
دشت غربت مین پاورفتار — سر خار اور برہنہ پائی ہی
آتش عشق مین جلا دل کو — خوب نسخہ یہ کیمیائی ہی
مرگ انبوہ مین بھی ہی اک جشن — وہی مرتا ہی جسکی آئی ہی

اسکے ورکی ہوا ہی مسکین خاک
واہ کیا شوق جبہ سائی ہی

اشعار

بلبل جو پیا ابر گہربار کا پانی — پاکیزہ ہوا اوسکے بھی گفتار کا پانی
یون شعلہ آواز سے اب جلوہ نما ہی — بلبل کو موافق ہو اگلزار کا پانی
مین خضر سا دیوانہ ہین آب بقا کا — ورنہ کا ہی مجھکو تری تلوار کا پانی
جون بادہ گلگون جو مرا خون جگر ہی — ہو ویگا تری نرگس خونخوار کا پانی
ہو گرم اگر وہ خجر زناگ کی مانند — باقی نرہے ساغر سرشار کا پانی
سرچشمہ رحمت سے ہین شاداب جزو کل — ہی فیض کے چشمے سے گل و خار کا پانی
سلک در دندان کی جو تعریف بیان ہو — ہر نظم مین پاوین در شہوار کا پانی
اس سرو روان کی ہون محبت کا مین کشتہ — ہہلانے کو درکار ہی انہار کا پانی
گرمی کو کرین کیا کہ ہوا گرم ہی ہان کی — دوزخ مین ہو آمادہ گنہگار کا پانی
بے تاب اگر پاوین تری دلکو دم نزع — یاران مجھے دو شربت دیدار کا پانی
یون بادہ گلگون سے اگر سر ہو نہ گرم — یک آن مین سوکھے گل دستار کا پانی

دوزخ جو پیا کسی بوالہوس کی مرے مسکین

دون کا مینا سے دیدۂ خونبار کا پانی

یاد آتی ہے جو وہ زلف گرہگیر مجھے
دیکھ دیوانگی پہناتے ہین زنجیر مجھے

در رہو دوری سے تیری جان گنوانے کے سوا
اور تو کچھ نظر آتی نہین تدبیر مجھے

جب سے دل چاہ زنخدان مین ہوا اپنا اسیر
لا پھنسائی ہے عجب قید مین تقدیر مجھے

میرے طالع مین ہے اقبال سکندر آخر
حیرت دل کر پسے آئینہ تصویر مجھے

غم دنیا سے کیا شیشۂ دل مین خالی
اک پری زاد کی مطلوب ہے تسخیر مجھے

در سے یار شکر لب کے چلا ہون مسکین
نزع کے وقت پلا دین شکر و شیر مجھے

جگر مین غم کا اثر ہی رہے رہے نہ رہے
ہمیشہ خاک بسر ہی رہے رہے نہ رہے

شب فراق کی سختی سے جان لب مین ہوا
چراغ وقت سحر ہی رہے رہے نہ رہے

ہی طفل دل مرے پہلو سے دور ای افسوس
بتو نکی اسپ نظر ہی رہے رہے نہ رہے

در یتیم کے غواص ہتے ہین جو یا
صدف مین لولوے تر ہی رہے رہے نہ رہے

بہار باغ مین آئی ہے میہمان بلبل
اسے خیال سفر ہی رہے رہے نہ رہے

لیا ہے چشم مین گوہر کی شکل جو مسکین
بہا اپنا خون جگر ہی رہے رہے نہ رہے

سراپا اس کا سیمین تن ہوا ہے
عجب کیا دل غلط آہن ہوا ہے

میرا سینہ جو یون گلشن ہوا ہے
گلی کا یار کے گلخن ہوا ہے

بیان میرا جو یون روشن ہوا ہے
سخن اک فیض کا معدن ہوا ہے

رخ رخشان ہے تیرا ماہ تابان
سیہ خط آہ کا خرمن ہوا ہے

نظر سے اسکی مین جلکر ہوا خاک — چراغ بخت ابھی روشن ہوا ہی
میرے خون رواں کو دیکھ قاتل — کہ جان قلب بھی مُردن ہوا ہی
کدھی آتا نہین میری طرف یار — مگر مرکب تیرا توسن ہوا ہی
نہ بس کھایا ہی تیرین اُس نگہ کی — میرا دل شکل پرویزن ہوا ہی
صفاے دل ہی اقبال سکندر — یہی آئینے سے روشن ہوا ہی
کباب نرگسی کیون کر نہو دل — شراب عشق کا برتن ہوا ہی

ہوا ہی مردہ دل مسکین ای یار
لہذا قابل کشتن ہوا ہی

جس طرح یار رگ سنگ مین نشتر توڑے — سخت جانی سے ترے کشتے کی خنجر توڑے
ترک پرواز کیا جاؤنگا اب چرخ پہ مین — وہ پرندہ ہون کہ اُڑنے سے تیر پر توڑے
صف مژگان سے تیری اگر ہوا کام تمام — حال کیا ہووےگا یک تیغ کا جو لشکر توڑے
شمع کی تیز زبانی پہ عجب ہی یہ ضبط — راز دل کرتی ہی افشا تو ابھی سر توڑے
تھی نگہ اُسکی مگر زہر ہلاہل سے بھری — چشم گلچین سے رگ گل مین بھی نشتر توڑے
چشم مخمور پہ تیری جو پڑی اُنکی نگاہ — خوشے انگور کے منہ دیکھ سے سراسر توڑے
مہر سے خورشید لقا کا جو ہوا غلبۂ نور — جون شہاب اُسکے نظر کرنے سے اختر توڑے
تیرے اُٹھنے سے شکستہ نہو کیونکر یہ دل — جب قیامت ہو عیان سد سکندر توڑے

اب بھی عشق کی تیزی ہی بیان سے باہر
دل مسکین کا کون اُس سے نہ ساغر توڑے

کلبۂ تار مرا یارستان ہی ہی — دل پُر داغ جو تھا سرو چراغان ہی ہی

سیرِ گلشن مین مرا سرو خرامان ہی ہی
شہر آشوب ہی اور فتنۂ دوران ہی ہی

ہو گیا سینۂ تیر خون جو لبانِ گلشن
دلِ پر نالہ مرا مرغ غزل خوان ہی ہی

جوہری کچھ تری سرخی لب کہتے ہین
خونِ عاشق سے بنا لعل بدخشان ہی ہی

نافۂ مشکِ ختن اُسکے ہر اک چین مین دیکھ
وہ جو مشہور ہی اک زلف پریشان ہی ہی

حسن اور عشق کی تصویر بنا دین تجھکو
رخ خندان ہی ہی دیدۂ گریان ہی ہی

تیرے بیمار کو تختے پہ بچھا لوگ کہے
تختۂ مشق دل آزار طبیبان ہی ہی

ای مسیحا ترے در پر ہی کھڑا مسکین آج
لطف سے دیکھ اُسے طالب درمان ہی ہی

حیف ہے میرے دل پہ نقش صورتِ دلدار ہی
حیرتِ دل سے مرا تن نقش بر دیوار ہی

جب سے تیرے حسن کی یہان گرمی بازار ہی
یوسف مصری زلیخا کی طرح بیمار ہی

نرگس مخمور تیری جس طرح بیمار ہی
خونِ عاشق کی شراب اُسکے لئے درکار ہی

آنکھ مین اُنکی جنھین قطرہ بتاوے بحر ژرف
اشکِ بلبل سے نمایان جلوۂ گلزار ہی

بختِ گل سے کیا کھلین ہین دیکھ لے ای عندلیب
اب گل اقبال اُسکا گوشۂ دستار ہی

رشتۂ مریم بھی جا کر مانگ لاؤ دوستو
سوزن عیسیٰ ہا سے زخم کو درکار ہی

گردشِ چرخِ فلک کا کچھ نہ مجھے پروا نہین
ہاتھ مین ساقی کے جام ساغر سرشار ہی

تو خودی سے در گذر مسکین تا پاوے مراد
یہان حجابِ وصل جانان پردۂ پندار ہی

بلبل چمن مین ہم بھی باغِ ارم سے آئے
مستِ شرابِ الفت ہو جا بجا حرم سے آئے

مجلس مین عشق کی جب مین خلق کو بلایا
دیکھا تو سب وہان تھے دیر و حرم سے آئے

سیے دو گیاہ کا فی واجب کی ہستی پر ہین
موجود ہو وہ عالم ملک عدم سے آئے

جب وے استان فرقت اسکی بان پہ آیا
نالے ہزار چون نے نالِ قلم سے آئے

اصلی وطن ہمارا ای یار ہی بہت دور
ممکن کے بھیس مین ہم ملکِ قدم سے آئے

مسکین بیکشان سب ہے دور میکدے سے
ای دخت رز تیرے لئے لطف و کرم سے آئے

غمزے مین ترے چال ہی تیر خدنگ کی
ابرو مین یار کاٹ ہی تیغ فرنگ کی

نرگس کا تیری رنگ تو سرخ و سیاہ ہی
رنگ آخرش نگار تری الفت و رنگ کی

اس یار سنگدل سے مرا کام ہو درست
رغبت ہی دل کے شیشے کو ای یار سنگ کی

الفت مین اسکی ہم تو خیال سے ہو گئے
پاتے ہین خط سبز مین تاثیر بنگ کی

اس ترک چشم کی مین شجاعت سے دنگ ہون
لشکر مژہ کا پھر گیا طاقت ہی جنگ کی

مسکین اس دہن کا پتا فہم سے ہی دور
حیرت مری نظر کی رسائی کو تنگ کی

اقرار ہمارا ہی یہی اپنے صنم سے
جب وے پرے چھوٹین تو ملین اہل حرم سے

ویرانہ دنیا سے چلے ہین ترے عاشق
آباد ہوا شہر خموشان ترے غم سے

اس باغ مین ہم چھوڑ کے جاوین ابر خون
ہان زیر فلک جام نشانی رہی جم سے

کیا مردمک چشم مرے سبز قدم ہین
طوفان کا سامان ہوا انکے قدم سے

اس نقل مکان سے کبھو مرتے نہین عاشق
جاتے ہین پئے دار بقا ملک عدم سے

آغوطہ لگا یار پی گو بحر شہوار
آتی ہی شب و روز صدا یون لب یم سے

مسکین کے اشعار مین ہی بوئے حقیقت

مقبول کلام اسکا ہی ہونے کے کرم سے

دل کو سیرائی ہی وہ زلف پریشان کتنے
پیچ دکھلاتی ہی یہ سنبل پیچان کتنے

تیغ ابرو سے ہوئے قتل غریبان کتنے
گھر ڈبوئے ہین تری چاہ زنخدان کتنے

دور مین تیرے خط و رخ کے خبر مجھکو نہین
کتنے ہندو ہین یہان اور مسلمان کتنے

ہمکو مل جاوے اگر گنج قناعت سمجھین
دین مور مین ہین ملک سلیمان کتنے

عاشقان تیرے کئے گریہ خوش صحرا مین
ہوگئے سیل سے ویران بیابان کتنے

غمسے کس کس کے اترا تا ہون مین پیرہن
مجھے یہان چھوڑ گئے آہ عزیزان کتنے

خال رخ سے تیرے کرتا ہون مین ایام یہ سوال
پڑھکے بخشیگا مجھے یار تو قرآن کتنے

جلوہ مین سرو نہ دیوے کو اب حسن کا بازار ہی گرم
نی سواران ہین یہان بر سر جولان کتنے

شہر آشوب ہوی نرگس چشم دلبر
اب خدا جانے کہ موجود ہو زندان کتنے

حسن کے دور مین یون شور جنون ہووے اگر
حاکم شہر بنا دیویگا زندان کتنے

العطش کا جو فغان خاک سے میری ہو بلند
ابر برسایگا وہان قطرۂ باران کتنے

چھوڑکر جاؤنگا جب انکو مین دار فنا
رو وینگے یاد مجھے کرکے رفیقان کتنے

شور دیوانگی اب ہونے یہ آیا مسکین
تار تار اسنے کئے جیب گریبان کتنے

غمزہ سے یار کے سب چاہ ذقن بھول گئے
والو زلف بھی پھانسی کی رسن بھول گئے

بین وہ نادان جو تجھے غنچہ چمن بھول گئے
دشت ادبار مین ہو سیر چمن بھول گئے

ہم جو کل اس لب شیرین سے ملائے لب کو
چاشنی و نشہ لگے سیب و قند بھول گئے

پڑگیا پیچ مین دل ہو کے پریشان عقل آیا
زلف شکین سے تیری مشک ختن بھول گئے

یک بیک جلوہ نما یار ہوا گلشن مین
دیکھے قد اسکا جو سرو چمن بھول گئے

توہی دفعتہ دہرای صنم شوخ کہ رنگ
دیکھ مجھکو ستم چرخ کہن بھول گئے

ایسی مہلت ہی ملی کہ ہین خوشی سے پھولین
جب شہید اسکے ہوے یار کفن بھول گئے

صورت آئینہ حیران جو کیا حسن بیان
دیکھا اُس نرگس گویا کو سخن بھول گئے

آئے اس عالم غربت مین جو وہان سے مسکین
ہم نشینون کی طرح ہم بھی وطن بھول گئے

رہے ہے نت جسے شبنم ہاتھ دہو کر الفت گل سے
نہین امید ایسی یار مجھکو عشق بلبل سے

اشارہ ہی کہ مت بھولو صنم کو مے پرستی مین
نکلتا ہی کام ہوتا ہی جو یون وا ز قلقل سے

گدا طینت بنا دل کو کہے شاہی کو ہم سوا
یہی حاصل ہوا ہم کو یہان تاج و کلاہ سے

ہی مستی عشق کی اسکو چمن مین گل کا شیدا ہی
خدا بخشا ہی بلبل کو عجب الفت گل دل سے

بتادے باغبان یار گلشن مین کئی روزن
کہ رنجیدہ باغ گل ہی وہ وا آہ بلبل سے

ہوے غافل ترے دل مین نہین ہی فرق حد کا
بہرا کرتا ہی دنیا مین جو یون شان تجمل سے

امانت کا اٹھا مسکین سر پر بار مردانہ
خلیفہ ہی خدا کا آدمی فیض تحمل سے

خیال دلربا خاطر نشین ہی
مجھے کیسے قرار اس بن نہین ہی

جسے خلوت مین مین پاتا ہون ساتھی
وہی خلوت مین میرا ہم نشین ہی

مگر خبر اسکو پاتے ہین سراسر
سخن کی کیا ہی خاصی گل زمین ہی

ترا پھرتا ہی لے دیگ سروان سا
سفر ہی رات دن منزل نہین ہی

میرے گل سے کی خوبی کب ہی گل مین
ہی سنبل گیسو اور رخ یاسمین ہی

ہو دلبر تو دل ویران ہو کیونکر — نہ زرگی ہر مکان کی باکپن ہے

اٹھانا ناز کا لازم ہی مجھکو
مین مسکین ہون وہ دلبر نازنین ہی

شیخ کہتا ہی حرم سے دیر جانا منع ہی — ہم کہین اسکو کہ جاکر وہان سے آنا منع ہی
عشق کی آتش مین اسکو تو جلا کر خاک کر — جو وہ دل کے لئے آنسو بہانا منع ہی
شل نہ سے گیسو کی اب نکلینگے فتنے کئی ہزار — اے صنم ہشیار رہ یہہ شاخسانہ منع ہی
یار کی انکھون سے ہوتا ہی اشارے سے سلام — شرع سے صاحب سلامت ہاتھ اٹھانا منع ہی
شعلۂ آواز مطرب سے ہی روشن ہر ا — ان تنک ظرفون کو ساقی مے پلانا منع ہی
کے پردہ مین تو رہتا ہی عالم سے نہان — پاکبازون کو بھی کیا چہرہ بتانا منع ہی
عاشقون کی ہی عبادت محض آئین سجود — خاک سے اسکی گلی کے سر اٹھانا منع ہی

سر وحدت بول مت مسکین نامحرم سے تو
بے خبر کو نکتۂ عرفان سنانا منع ہی

چہرہ اس گلبدن کا دھانی ہی — سبزہ بختی کی یہہ نشانی ہی
روے تو لدار ارغوانی ہی — چہرہ عاشق کا زعفرانی ہی
بحر غم مین چلے ہی آہ کے بل — دل کی کشتی جو ہی دخانی ہی
پاس انکے جو ہین نزاکت فہم — آرسی مین بھی لن ترانی ہی
چھوڑ دنیا کو وہ نہ چھٹتی ہی جب تجھے — یہہ عجیب نسخہ امتحانی ہی
تیرے سرو روان آے دلبر — پابگل سرو بوستانی ہی
سینے مٹا سکتے ہین اپنا نام و نشان — عاشقون کی یہی نشانی ہی

سالکِ راہِ حق ہون ہم کیون
چشم سے اشک کی روانی ہے

مین جو کہتا ہون روز پیری مین
خونِ دل اور غم جوانی ہے

زلف کے قید مین ہی دل حیران
یہ بلا سر پہ آسمانی ہے

صفحۂ روزگار پر مسکین
عاشقون کی لکھی کہانی ہے

گلِ باغِ قدرت تو ای خوبرو ہے
نزاکت بدن مین ترے مو بمو ہے

تیرے آب خنجر سے تر یہ گلو ہے
سدا خضر کو بھی یہی جستجو ہے

مین آبِ بقا سے نکالا ہون سر کو
اسی سے مرا یار غسل و وضو ہے

حسینون کو دنیا کے پایا مین پر جو
وہ دلبر ہمارا عجب نیک خو ہے

نظر مین مری ہے جو قامت کسی کی
قیامت کھڑی آ یہان روبرو ہے

مجھے میکدے سے نہو کیونکہ الفت
خم و شیشہ ہے اور جام و سبو ہے

نہو چشم امید کیون اُس سے روشن
کہ ساقی ہمارا ابھی اک شمع رو ہے

بہا اپنی آنکھون سے نت اشک مسکین
اسی مین تیری یار وہان آبرو ہے

کعبہ و دیر مین ہے جلوہ نمائی تیری
دنگ ہون بار خدا دیکھ خدائی تیری

گھر کے کونے مین تیرے دور سے روتے ہین
کوہ غم لا کے رکھی سر پہ جدائی تیری

تیری صورت کا بیان احسنِ تقویم مین ہے
نہین آئینے مین ہے رخ کی صفائی تیری

گئے وے دن جو گلستان مین سدا رہتا تھا
بلبل اب کنج قفس تک ہے رسائی تیری

ہم تنک ظرف ہین شایان ہے تیرے ظرف وسیع
وحشتِ رزہم سے ہو عین برائی تیری

عشق کے بوجھ کو تو سر پہ اٹھایا اے دل
اتقیا زشکر و زہر ہمین حاصل ہے

عقل حیران ہے اللہ رے سمائی تیری
زال دنیا تو ندے ہمکو مٹھائی تیری

کام سے ناخن تدبیر گیا شکر خدا
کیون نہ مسکین ہوا عقدہ کشائی تیری

توأم بہار اور خزان گلستان مین ہے
دامن ہر ایک گل کا نہان زر سے ہے بھرا
نیرنگی اسکی یار بتا دے ہزار رنگ
کوکو پکارتی ہوئی کئی قمریان گئین
دوش ہوا پہ تخت سلیمان کی طرح نت
مطلوب بندگی ہے تو کھل کھل کے مثل سو
رہیے ہمکو اسکے آگے لب پر خدا ہی چاہیے
حلقہ بگوش سرو ہے قمری کے طوق سے

کلبانگ عیش و شور فغان گلستان مین ہے
گلشن سمن کا گنج روان گلستان مین ہے
معشوق کا ہمارے نشان گلستان مین ہے
مدت سے سرو ناز جوان گلستان مین ہے
ہر ایک گل کا تخت روان گلستان مین ہے
غنچہ تمہارا دشمن جان گلستان مین ہے
دائم مرے صنم کا مکان گلستان مین ہے
جب سے ہمارا سرو روان گلستان مین ہے

اس سرو قد کے عشق مین مسکین سے بیقرار
قمری بھی ایک نعرہ زنان گلستان مین ہے

ساتھ اپنے ہم جو عشق سرو قامت لیگئے
چھوڑ کر حرص ہوا جو دل سلامت لے گئے
مطلع ابرو کو تیرے یار جو باندھے بحسن
بچ گیا دامان ترا اپنا جنون کے ہاتھ سے
قبر مین بھی دل ہمارا درپئ آزار تھا

شہر خاموشان مین اک شور قیامت لے گئے
عالم غربت مین یہان سے ایک دولت لیگئے
مطلع خورشید پر بھی خوب سبقت لے گئے
جیب اگر پرزے ہوا دامن سلامت لے گئے
دل نہین بھاتا ساتھ اپنے ایک آفت لے گئے

یہہ جگہہ عبرت کی تھی ہی پر تماشائی زندگی — وائے آنکے حال پر جو یہان سے حسرت لیگئے
جب ترے دیوانگون کی جستجو ہونے لگی — داغ دل سے ہم وہان مہر شہادت لیگئے

خاک سے انکی شگفتہ ہونگے گل اقبال کا
گور مین مسکین جو گنج محبت لیگئے

روئے دلبر چمن سے بہتر ہی — خال مشکین ختن سے بہتر ہی
سرو گلشن جو ہی سدا سرسبز — لب مرے گلبدن سے بہتر ہی
اسکی گردن کی دیکہہ یا بیاض — ورق یاسمن سے بہتر ہی
اسکے کوچے مین مجہکو دفن کرو — خاک وہان کی کفن سے بہتر ہی
رام ہوتی ہی یہہ ترائی مین — آنکہہ اسکی ہرن سے بہتر ہی
حسن اسکا ہوا ہی عالم گیر — یہان سفر اب وطن سے بہتر ہی
غنچے کا پیرہن قبا ہوگا — لب وہ تیرے دہن سے بہتر ہی
شمع یہہ کہہ رہی تھی محفل مین — عزلت اس انجمن سے بہتر ہی

سچ ہی مسکین مصرع آتش
دوستی گورکن سے بہتر ہی

بسکہ ہی دل کو محبت عشق کے گلزار سے — دوستی لازم ہوئی خار سر دیوار سے
جب سے الفت دل کو ہی اس گلبدن یار سے — پہلکے خون دل ہوئے ہین ہم بہی اک بیمار سے
سرو تیرے قد سے اک سرو چراغان ہوگیا — کبک ہووینگے کباب اس گرمی رفتار سے
دولت دنیا کو دے سمجہینگے کشکول گدا — جنکے دل کو ہو علاقہ دولت دیدار سے
ساقیا یہہ بادہ گلگون ہین درکار ہی — مانگتے مین پہول ہم تیرے گل رخسار سے

مات دن جی شیخ جہان سے ہی حج کی مراد
یار سکے کاندھے پہ جاوین جانب خمار سے

دیویگا آب بقا جب یار بھکو ادہر کر
ہووے گی جانی محبت نہت تیری تر و تازہ سے

کشمکش ہی یہ قیامت تیری قامت کے سبب
دل ہزارون کھینچے جاوین زلف کے اک تار سے

اب ہو درویش مسکین مانگنے سے جا کیا
دولت دیدار مانگین جا کے ہم اس یار سے

کسیکی زلف کا سودا ابھی خام ہوتا ہی
کہ تنگی سے یہان دل تمام ہوتا ہے

جو میکدے مین یہ شربت مدام ہوتا ہی
فلک کے دور سے یون ہی جام ہوتا ہی

گلی مین اسکی نشست اپنی سودمند ہوئی
لگے سلام تو لگا ہے کلام ہوتا ہے

جواب یار کا سنتے ہین گوش دل سے ہم
کبھی جو باد صبا سے پیام ہوتا ہی

وہ شہسوار ہی جو اسکی چال سے نہ ڈرے
کسی کا توسن گردون بھی رام ہوتا ہی

بلند مرتبہ اہل سخن کا ہی مسکین
سمند طبع بھی گردون خرام ہوتا ہی

دانش طوطی خط کی جو رسائی ہوتی
شکرین لب سے ترے شیرینی کمائی ہوتی

درد دوری مین مری موت جو آئی ہوتی
جان ہو تن سے جدا یار کو پائی ہوتی

ہوتا مفقود وجود دنیا سے ہما کا شاید
سب یہان دولت عقبی کی کمائی ہوتی

قدردانی جو خلایق سے ہوتی معدوم
تیرے دیوانے کی زنجیر طلائی ہوتی

یار آیا تو لگا دیکھنے مین دوسے زمین
بیمار چشمی مین مری اسکی ترائی ہوتی

چھوٹ جاتے جو ہم اس دام بلا سے مسکین
قید سے مشکل جدائی کے رہائی ہوتی

جس طرح سبزہ و گل سے نہین بستان خالی
وو رسا غزے سے ہو بزم حریفان خالی

زلف مشکین کا کمال اک سر مو اس مین نہین
لاف کرتا ہی فقط سنبل بیجان خالی

قدم یوسف کنعانسے ہوا وہ آباد
ایک مدت سے جو تھا مصر کا زندان خالی

بادۂ جام فلک خون دل پر غم ہی
کون کہتا ہی کہ ہی گردش دوران خالی

پاتے ہین اہل صفا اسکو پر از آب حیات
گرچہ آتی ہی نظر چاہ زنخدان خالی

بستر گل کا اگر ذوق ہوا تجھکو
ہو دے وو روز مین پھولون سے گلستان خالی

جو ازل کا ہی تہیدست وہ مسکین ہے
دیکھئے بحر مین ہی پنجۂ مرجان خالی

ترا جو مو سے کمر یون کمال رکھتا ہی
سواد ملک عدم کا خیال رکھتا ہی

تو اپنے حسن کی دولت پہ یون نہ مغرور
یہ آفتاب بھی دور زوال رکھتا ہی

ہر ایک کام کے آغاز پر نظر مت کر
مآل کار کا دانا خیال رکھتا ہی

ہی ظاہر اسکا پسند اور بطون ہی زہر
یہ دور چرخ بھی افعی کی چال رکھتا ہی

ہوا ہی یار میرا حسن مین یگانۂ دہر
صفت وفا کی بھی کچھ خال خال رکھتا ہی

مئی دو آتشہ سمجھینگے لعل لب کو ترے
تو پان کھا کے جو اوٹھون کو لال رکھتا ہی

وہی نہال ہی واقع مین ہو وے جو بے بر
ثمر زمانے مین ہر اک نہال رکھتا ہی

تمام جن و بشر کو مرید کر دیگا
یہ پیرہن جو ترا رنگ آل رکھتا ہی

دو ابرؤن کی لطافت سے یون ہوا روشن
کہ اپنا رشک قمر دو ہلال رکھتا ہی

ای سرو ناز ہوا خواہ ترا ہی مسکین
تو کیون ملاپ سے اوسکے ملال رکھتا ہی

ساقیا شراب پر تگانی ہے — کہ دل میرا ہو یکسر غم سے خالی
یہ کاسہ فلک کا سب ہی خالی — جو پر کیتا ہی اُسکو ہی خیالی
نہالِ باغ قدرت ہی ترا تن — ہو کیونکر نہال اس سے نہالی
ترکے دل مین ہی اس بات کا داغ — ہین دونون ابروین تیری ہلالی
ترے ہر بال مین ہی چلا بٹ — نہین دیکھا مین تجھہ سا لا ابالی
ہی ناخن بندی الفت عجب تر — کہ ہر طرفی سے ہوتی ہی بحالی
ہی می نوشی سے تازہ گلشن دل — ہمارے باغ کا ساقی ہی مالی
نظر مین دو دمعت کے بے غل و غش ہی — ہمارے دل کا یہ سکہ ہی خیالی
سخن جسکا ہو اقسندِ مکرر — اُسی پر ختم ہی شیرین مقالی
جو پائے دولتِ صبح بنا گوش — ہی تیری زلف کی فرخندہ فالی
عجب کیا ہو وے پر پیمانۂ عمر — یہہ پیمانہ ہی اِک جام وصالی
ملا صورت ہی عالم کا مصور — نہ پوچھو تم مثال بے مثالی
ن کیون وارثِ علمِ لدنی — سند رکھتے ہین ہم بھی انتقالی
اعت مین رہین ضرب المثل ہم — کہ مذہب ہی ہمارا امتثالی
ے آخر ترے تن کو کرے خاک — نہ رکھہ تو شیشۂ ساعت کو خالی

سخن مسکین کا فرحت فزا ہی
دُرِ منظوم ہی سلکِ لآلی

تحملِ اسکے بیمان کون کم لیتا ہی — جب یہہ پڑھتا ہی تشنج آب بہ لیتا ہی
آشنا جب سے ہوا یار ترا غم تجھسے — سر سے دل کی خبر آ شام و سحر لیتا ہی

دل جو رکھتا ہی مرا خواہشِ رد دو عالم — چشم بیمار کی صحبت کا اثر لیتا ہی
وصل سے تیرے جدائی ہی پسند ہین مجھے — ہجر مین آہِ سحر سوزِ جگر لیتا ہی
موشگافی ہی حقیقت مین جہان سے معدوم — کون اندازۂ یک بوسے کمر لیتا ہی
عنبرین خال کی الفت کا ہی فیض ہوا — داغ دل کا بھی ترے بوسے اگر لیتا ہی
سبزۂ خط کی نمایش سے جب آتی ہی بہار — لعل لب اُسکا زمرد کا اثر لیتا ہی

نقش دیوار ہون حیرت سے سدا مین مسکین
اس دل تنگ مین کیون یار وہ گھر لیتا ہی

مرا چہرہ ہی غم سے زعفرانی — پلا ساقی شراب ارغوانی
پیاسون کو جو ہین صحرا مین بیتاب — تری شمشیر کا کافی ہی پانی
چمن سے جائیگا سرو روان اُٹھ — جو تیرے قد کی ہو ایسی روانی
حریفون مین نہو جو پردہ ساز — حیا سے دخترِ رز ہووے پانی

ہوا طالع کی یاری سے مین مسکین
میرے سینے مین ہی گنج معانی

صدا عارف کو آتی ہی لب خاموش دریا سے — درِ شہوار کر ہمدست جا آغوشِ دریا سے
مین بحرِ غم مین اس دل کے سفینے پر لرزتا ہون — خطر کشتی کو رہتا ہی ہمیشہ جوشِ دریا سے
ہی اسکے لب سے کف جاری زبان پرشور و غوغا ہی — عجب سوزش نمایان ہی سرِ پرجوشِ دریا سے
کسی کے عشق کی آتش فروزان اُسکے نیچے ہی — یہی معلوم ہوتا ہی مجھے اب جوشِ دریا سے

ہوا چرخ سیہ کاسہ سبب طوفان کا مسکین
سفینے غرق ہوتے ہین اسی پر جوشِ دریا سے

قد ہی تیرا ایک شمع طور پیراہن میں ہی
جسم خاکی ہی ترا یا نور پیراہن میں ہی

سبزۂ خط سے ترے حسرت ہوی ہی گرد
یہان خلش سے دل کی اک ناسور پیراہن میں ہی

شیشۂ دل کو ہمارے جای پیراہن سمجھ
ای پری رو جادہ گر منظور پیراہن میں ہی

سرد مہری سے بتوں کی ہو گیا ٹھنڈا لہو
دل نہیں ہی چشمۂ کافور پیراہن میں ہی

اس سلیمان قد کے غم سے ہوا میں یون نحیف
تن نہیں اپنا مگر اک مور پیراہن میں ہی

وہ تو اک مدت ہوی یہان سے کیا نقل مکان
پر غلط ہی یہہ ترا رنجور پیراہن میں ہی

ہو گیا ہی دست غم سے جیب و دامن تار تار
کون کہتا ہی ترا مہجور پیراہن میں ہی

اس شبستان میں الٰہی کس طرح ڈھونڈھوں اُسے
شمع رو میرا ابھی اک مستور پیراہن میں ہی

قبر کی اندھیاری کا مسکین کر اسے خیال
دل کی ظلمت سے شب دیجور پیراہن میں ہی

توشے کا فکر چاہیے شام و سحر مجھے
لازم یہان سے کرنا ہی یاران سفر مجھے

صورت میں گل کی آوے جو تو عندلیب ہوں
اپنا چکور جان ای رشک قمر مجھے

ڈرتا تھا زہد خشک سے دنیا میں میں سدا
دوزخ سے کیون بچاوے نہ دامان تر مجھے

جز اپنی آنکھ اور دل بے قرار کے
آتے نہیں ہیں تیرے نظر بام و در مجھے

آنے سے اسکے پہلے میں رہتا ہوں ہوشیار
خواب عدم بتاوے گی خواب سحر مجھے

کرتا کمال شوق سے پرواز سوے دام
ای ہم صفیر ہوتے اگر بال و پر مجھے

سنگ نشان سا رہ میں زمیں گیر میں ہوا
ایذا دیگا ای ضعف تو آخر کدھر مجھے

مسکین دل بھی شیشۂ ساعت سے کم نہیں
دیتا ہی انقلاب کی دایم خبر مجھے

اشک اپنا گہر سے بہتر ہی
لب صدف چشم تر سے بہتر ہی

باغ جنت جو ہی بہشت برین
کب ترے بام و در سے بہتر ہی

دل کو کرتی ہی مردہ صبح کی نیند
موت خواب سحر سے بہتر ہی

شکر و شیر کا ہی اس مین مزہ
لب دلبر شکر سے بہتر ہی

روح پرور ہی نغمۂ مسکین
نی کہین نیشکر سے بہتر ہی

اس صنم کے عشق مین ہندو مسلمان ہو گئے
وے جو تھے تسبیح خوان زنار بندان ہو گئے

سینۂ پرخون مرا جب معدن گوہر ہوا
لخت دل سارے مرے لعل بدخشان ہو گئے

خون دل میرا ترے چہرے کا گلگونہ ہوا
نالۂ شبگیر سب زلف پریشان ہو گئے

اس نے اک دم مین حریفون کو جو بیخود کر دیا
دختر رز کی کرامات دیکھ حیران ہو گئے

ہی عمارت شہر خاموشان کی عبرت کا مقام
کئی محلے اس کی آبادی کے ویران ہو گئے

اب خم و مینا و ساغر افتادہ ہی تمام
میکدے ساقی ترے جانے سے ویران ہو گئے

موت کا کچھ غم نہین مسکین مرنے آئے ہین
یہہ برا دکھ ہی کہ ہم بار عزیزان ہو گئے

ترک دنیا جو کئے شاہ جہاندار رہے
اہل دولت جو تھے افلاس سے لاچار رہے

یہہ غرض تھا کہ عزیزو نہین ہین لاثانی
ہم جو اس یوسف ثانی کے خریدار رہے

کوہ غم دل مین ہمارے ہی نظر سے مخفی
اس لئے دوش عزیزان پہ گرانبار رہے

چار آئینہ پہن یار کیا عزم شکار
ایک وہ غم جو مرے دل مین تھے اپچار رہے

موت کے پل پہ گذرنے سے ہی مسکین وصال

صاحب بخت ہیں اس گھاٹ سے جو پار ہوے

کر دیا ہی تشنہ لب یوسف ثانی نے مجھے
دین یعقوب کا لا دیجئے پانی سے مجھے

زیرِ کوہ غم رکھی ای دل گرانجانی نے مجھے
پاسبانی تیرے گھر کی ہی سلیمانی مجھے

دین سے جب ہاتھ دھویا آبرو حاصل ہوی
خلق میں یہ نام رکھی تھی مسلمانی نے مجھے

جلوۂ دیدار دیکھا خاک در ہو جاؤنگا
نقش دیوار اب کریگی یار حیرانی مجھے

دل کو بہلانے کی خاطر انجمن میں جاؤنگا
گوشۂ خلوت میں غم کرتا ہی ویرانی نے مجھے

ہی علی غول آسیا سا ای یارانِ اتر کو نکی غول
عشق کی دیوانگی ہی تخت سلطانی مجھے

راستے میں یہ طریقت کے ہوا سنگِ نشان
لیگیا سوے صنم شوقِ خدادانی نے مجھے

خالِ رخ سے یار کے میں کفر کا طالب ہوا
چاہیئے زنارِ تسبیح سلیمانی نے مجھے

نقد جان تجھ سے نہیں رکھتا ہون ای دلبر دریغ
شربتِ دیدار اپنا رکھئے ارزانی نے مجھے

مصرع آتش سے مسکین ہو گیا ہون تشنہ لب
ہو سکے تو ہمدمو خنجر کا دو پانی مجھے

جائے خلوت میں اور صحبت کو برہم کیجئے
کب تلک بے غم میں اس یار کا غم کیجئے

نرگسِ جادو تری بیمار آتی ہی نظر
سورۂ انسان پڑھا پس رات دن دم کیجئے

تیغ ابرو کا کسی کی دل میں میرے زخم ہی
مشک در زنگار سے تدبیر مرہم کیجئے

اس قدر نامہربانی دلبرو نکو عیب ہی
شیوۂ جور و ستم ای یار کچھ کم کیجئے

درد کا مارا جو ہو آسان وہ مرتا نہیں
وار اس تلوار کا عاشق پہ پیہم کیجئے

آنکھ خالی ہو اگر آنسو سے اسکو پھوڑئیے
چشم گوہر بار کو مانند شبنم کیجئے

رات کے رونے میں ہی ای عاشقان آنکو فخر عام
گریہ و زاری میں یہان تقلید شبنم کیجئے

چشمۂ خورشید کے دھوتی ہی منھ یہہ صبحدم
ای سحرخیزان ہمیشہ یاد شبنم کیجیے

آفرینش دل کی ہی درد والم کے واسطے
درد اگر دل مین نہو اسبات کا غم کیجیے

زندگی اسکی طلب کیجے شہیدون سے تمام
مردۂ دل کا محرم مین بھی ماتم کیجیے

خال ہندو مصحف رخ کا ملازم ہو گیا
تو مسلمان کو مسلمانی سے محرم کیجیے

مصرع آتش سے ہی مسکین مجھے غم کو جوش
خندۂ گل دیکھہ کر یاد اشک شبنم کیجیے

بند کر آنکھہ اُس پری پیکر کو دیکھا چاہیے
زانو کے آئینے مین دلبر کو دیکھا چاہیے

طفل دل کو غم کے دریا مین ڈبویا چاہیے
کشتی امید کو ساحل پہ لایا چاہیے

نور کے پردے سے چہرے کو چھپایا چاہیے
کُن ترانی کی حقیقت کو سنایا چاہیے

یار غم کھانے سے اب عاشق ترا ہی جان بلب
شربت دیدار آخر دم پلایا چاہیے

سنگدل ہوتے ہین یاران دیکھہ کر سنگ مزار
نخل ماتم میری تربت پہ لگایا چاہیے

عہد و قاتل سے بھرے ہین عاشق یکرنگ ہون
داغ خون میرا تیرے دامن سے دھویا چاہیے

دولت عقبی کی ہی تحصیل کا دستور یہہ
ہاتھہ دنیا سے ارے غافل اٹھایا چاہیے

یاد مین اس لعل لب کی دوستو مین گیا
لاش میری آب گوہر سے دھلایا چاہیے

وصل کی دولت نہین آسان عزیز شمع سان
دل جلایا چاہیے سر کو کٹایا چاہیے

جسنے شراب لحد شیرین الی یوم القیام
دولت بیدار کچھہ ایسی کمایا چاہیے

سبزۂ خط کی محبت مین جو سودائی ہوا
شربت برگ خیال اسکو پلایا چاہیے

درق الخیال

کیمیا وصل کا ای ہمنشین گر شوق ہی
نقد جان کو بوتۂ دل مین گلایا چاہیے

کیون نہ مسکین سیرۂ جان ہم کرین اسکی سہل

جامِ تلخِ مرگ جب آخر پیہ ہی پلایا چاہیئے

تمت

کتبہ سید شہاب الدین عفی عنہ
۱۲۷۸

قطعہ تاریخ از نتایج افکار گہر بار مشفقی سید عبد اللطیف صاحب متخلص بہ لطف

خوب یہہ دیوان بنا مسکین نازک طبع سے ❊ جسکے سب اشعار رنگین ہیں مضامین دلپذیر
سال تاریخ اس کتاب دلنشین کے ختم کا ❊ خامۂ لطف نے لکھا ہی کلام بے نظیر
۱۲۷۸

مولوی شمس الدین فیض

فضل حق سے جناب حیدری کا ❊ جب شب ہوا کلام تمام
اسکی تاریخ فیض نے لکھی ❊ ہی بہت خوب جانفزا یہ کلام
۱۲۷۸

صحت نامۂ دیوان مسکین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	حاشیہ	ان الضحو القبو عمرہ	انا الضحو اشاالقول عمرہ
۶	۶	جو گریہ	جوہر گریہ
ایضاً	ایضاً	بینہ	سینہ
۸	۱۲	نشانہ	نشانہ
۹	۵	پر اسکو	پر ہمکو
ایضاً	۱۹	ہوا کا	دل کا
۱۱	۱۰	دلبربا	دلربا
۱۲	۱۱	خیرو	خسرو
ایضاً	۱۶	جاورے	جاوسے
۱۳	۴	اثریا	ثریا
۱۹	۸	افسانۂ عشق	افسانۂ صبح
۲۲	۱۳	سعون	بیستون
۲۳	۱۱	جلوہ کا	جلوہ نما
۲۵	۱	ہمسر	سیمبر
۲۶	۱۲	زلف کو	زلف کی
۲۶	۱۷	تیرا یہ	تیرا تو یہ
۲۸	۱	ہن	ہیں
۲۹	۳	ترار	تبربارنہ
۳۳	۴	نالہ	نالہ
ایضاً	۶	سے	ستے
۳۶	۱۸	اپنا اپنا	اپنا
۴۱	۱	نہیں	نہال
۴۱	۱۱	آمرار	آبدار
۴۴	۶	طاقش کا	عاقل کا
ایضاً	۹	سب خاک	سب چاک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۳	۱۲	قبض	فیض
۵۵	۱۹	تیر	تیرا
۵۶	۱	برہ	سرمہ
۶۱	۱۵	سفرہم	سفرسے ہم
۶۴	۱۱	سشیخ	شیخ
۶۵	۱۰	رکھلا	کھلا
۶۶	۱	نگہت	نکہت
۷۰	۱۳	رمد	نقد
۷۰	۱۸	کرہن	کیا ہیں
ایضاً	۱۹	بھری	پھرے
۷۱	۹	گر	کو
ایضاً	۱۸	مر	بیرا جوب
۷۳	۱۱	ہمیا	ہی یار
ایضاً	۱۹	جاتے	ماریے
۷۶	۴	کیما لی	کیمیا لی
۷۷	۴	ہوا پنا	ہوا اپنا
۸۲	۱۶	حلوت	خلوت
۸۳	۷	سلام	کا سلام
۸۳	۹	سناتا	بتانا
۸۴	۱۸	بھرتا	پھرتا
۸۵	۷	نیرنگی	نیرنگی
۸۶	۵	مشکین	مشک
۸۶	۸	گوے	کو سیچ
۸۸	۳	کنشان شیخ	سعری کی
۸۸	حاشیہ	محبوبات	و محبوبان
۹۸	حاشیہ	طلان	طلانی

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٨٩١٥ ٤٣١٤ Accession No. U 5083

Author سری، اصف

Title دیوان سالک

This book should be returned on or before the date last marked below.

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

۱- اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس ... مجلس انتظامی ... پانچ کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں
جملہ شعبہ جات و نصاب ...

۲- اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات ملحقہ ... عہدہ داران جامعہ ... کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں
اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں ... اور ... ریسرچ

۳- طلبا ایم اے و ریسرچ ... دو کتابیں بی اے ایل ایل بی ... اپنے پاس رکھ سکتے ہیں
کے طلبہ تین کتابیں ... دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں ... طلبہ ... حساب
... کتابیں ... دیا جائیگا ...

۴- ... کتابیں ... واپس کرنا لازم ہے ...

۵- کتابیں گم ... یا خراب ہو جائیں تو ... ذمہ دار ... ہوں گے

۶- کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا حاشیہ ...

۷- ... کتابیں ...

۸- ... نسخے ... کتابیں ... نہ دی جائیں گی